

اسرارِ قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اللہ کے نام سے ابتدا جو رحمن اور رحیم ہے۔

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تَعَسِّرْ وَنَمِّم بِالْخَیْرِ

اللہ تقدس اسماء و تعالیٰ کبریا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس اسماء اور اس کی بلند کبریائی سے (اس رسالہ اسرارِ قادری کی ابتدا کی جاتی ہے) خالق کل مخلوقات و رازق کل مرزوقات ہر ذرہ ہزار عالم جن و انس و وحوش و طیور۔ جو کل مخلوقات کا رازق (مطلق) اٹھارہ ہزار عالم (کی مخلوقات) جن و انس حیوانات اور پرندوں کا روزی رسل ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پ ۱۰ ع ۱۰)۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ زمین میں کوئی ایسا ذی روح نہیں جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ بے حد و نسیحاب درود سید السالوات مُحَمَّدٌ ﷺ - محمود۔ سلطاناً

نصیر کی ذات پر ہوں۔ قاب قوسین کا مقام آپ کا اسرارِ حقسی ہے۔ لَوْلَاکِ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاکَ (بارسول اللہ) اگر ہم آپ کو پیدا نہ فرماتے تو افلاک کو ہی پیدا نہ فرماتے۔ آپ کی نعت ہے۔ اور فانی اللہ ذات آپ کے جبرکت ہیں۔ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﷺ آپ

کی آل و اصحاب اور لیل بیت تمام پر (ہزار در ہزار بے حد و شمار درود و صلوات ہوں)

بعد ازاں اس تصنیف کا مصنف درگاہ (موٹی) کا بندہ۔ طالب جس کا مطلوب اس کے ساتھ ہے۔ مرید جس کا (سوال) کبھی رد نہیں کیا جاتا باہو^۱ ولد با زید ^۲ جو سروری قادری غلام ہے جس کا عرف اعوان جو قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و لمان میں رکھے) کا رہنے والا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام اسرار القادری رکھا گیا ہے اور اسے جامع الجمعیت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس میں چند کلمات اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور حضوری مجلس سرور کائنات سے مشرف ہونے۔ مکمل پیغام اور الہام ملا کلام (الہام کا نعم البدل یعنی رب جلیل سے دلیل۔ مقام و صل سے خیال اور مقام وحدانیت سے وہم) حاصل کرنے رسم و رسوم کے علم علوم اور علم لدنی حی و قیوم کے علم علوم (بیان کئے ہیں) تاکہ ہر طالب موٹی کو علم اور روشنی حاصل ہو جائے۔

قال النبى ﷺ الْعِلْمُ عِلْمَانِ - عِلْمُ الْمُعَامِلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشِفَةِ
علم دو قسم کے ہیں۔ (۱) علم معاملات (۲) علم مکاشفات۔

علم ایک سوئی ہے جس سے انسان کے وجود میں نیک و بد کی تحقیق کی جاتی ہے۔ قال النبى ﷺ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْحَيَوَانِ وَالْإِنْسَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ۔ انسان اور حیوان میں علم کے سوا کوئی فرق نہیں۔ (انسان اور حیوان کھانے پینے، خواہشات، جذبات، چلنے پھرنے اور دیکھنے سنانے میں ایک جیسے ہیں) علم ظاہری سے عبوت اور سعوت حاصل ہوتی ہے۔ اپنے ارادہ سے عین ہونے کو باطنی علم کہتے ہیں۔ اس میں الہام کی اجازت ملتی ہے اور الہام میں عارف باللہ پر معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اِلَّا الْهَامُ الْقَاءُ

الْخَيْرِ فِي قَلْبِ الْغَيْرِ بِلَا كَسَبٍ۔ الہام القاء خیر کو کہتے ہیں جو کسی کے دل میں (منجانب اللہ) ڈالا جاتا ہے۔ قال النبى ﷺ خُذْ مَا صَفَا دَعَا مَا كَثَرَ۔ (الہام میں سے) جو پاک ہے۔ (قرآن و حدیث کے مطابق ہے) وہ لے لو اور جو میلا (گدلا) ہے اسے چھوڑ دو۔ (کیونکہ وہ منجانب اللہ نہیں منجانب شیطان ہے)

وہ سلک سلوک کونسا ہے جس میں بے ریاضت، راز کا خزانہ بغیر رنج و محنت کے محبت، بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ، اور طالب کو طاعت کے بغیر مطلوب مل جاتا ہے۔ کمال (مرشد) سالما سل کی ریاضت کے بغیر ایک ہی ساعت میں کل و جز ایک نقطہ میں بتا کر اسی ایک نقطہ میں کوشش کا تماشا کھول کر دکھاتا ہے۔

المعرب اور (نقطہ یہ ہے) کہ

۱۔ عارف باللہ کی نظر

۲۔ تصور اسم اللہ ذات

۳۔ تیغ کلمہ طیبات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

۴۔ تلاوت آیات اور ایک ختم قرآن سے نفس سے نجات مل جاتی ہے۔

نفس (اخلاق رزلیہ) سے مراد ہو جاتا ہے اور ہر دو جہان کا تماشا پشت ناخن پر ہونے لگتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے قلم

پکڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ مشکل کشا (طریقہ ہے) جس سے یکبارگی معرفت خدا کو پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مراتب باطن صفاء اور صحیح حضوری

مُحَمَّدٌ مُصْطَفَى ﷺ والے کے ہیں۔ جو حاضر اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب حاضر اسم اللہ ذات) جس کو نوازنا چاہے

”طرفة العين“ آنکھ جھپکنے میں اس کو اپنے مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔

رات دن لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے والا ہو۔ اور لوح محفوظ کے مطالعہ سے لوگوں کے نیک و بد حالات بیان کرنے والا ہو۔ اس مرتبہ والا درویش ہے۔ فقیر اس کمینہ کتر مراتب والے کو منجم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوح کا آشنا ہے نہ کہ وہ خدا کا آشنا اس سے متفق اور یگانہ ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی شخص کو ہر ولایت کی خدمت سپرد ہوں اور وہ مشرق سے مغرب تک ہر دیک میں جو نمک ڈالا جاتا ہے۔ اس سے بھی آگاہ ہو۔ اس مرتبہ والے کو اوتاد ابدال کہتے ہیں۔ اس کمینہ مرتبہ پر بھی فقیر نظر نہیں ڈالتے۔ کیونکہ یہ خام خیالی۔ سیر زمین کے مراتب ہیں۔ نہ کہ وحدانیت معرفت، عین الیقین کے (مراتب)

جان لو! کہ عرش سے ستر منزل اوپر قُطب کا مرتبہ ہے اور قُطب سے ستر منزل اوپر غوث کا مرتبہ ہے۔ یہ مراتب آتائے نفس، کشف و کرامت کے ہیں۔ ان مراتب والے غرق فی الوحدت سے بے خبر ہیں۔ پس (جس کی بنیاد) ہوائے (نفسانی) پر ہو وہ (عمل) برباد ہے۔ فقیر ان کمینہ کتر مراتب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ طالب مرید تو طلب (موٹی) میں ہی خوش رہتا ہے۔

حدیث قدسی، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - عَبْدِي تَنْعَمُ بِي وَأَنْتَ بِي وَأَنَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ كُلِّ مَا سَوَى اللَّهِ - اے میرے بندے تو مجھ سے ہی نعمت طلب کر اور مجھ سے ہی انس رکھ۔ کیونکہ ہر ماسواى اللہ سے بڑھ کر تیرے لئے میں ہی کفنی ہوں پس معلوم ہوا کہ اللہ خدا فقیر اور اللہ ہوا کا آپس میں (ہم مجلس ہونا) درست نہیں ہوتا۔

جان لو! کہ سلک سلوک (مشق) وجودیہ سے حاضری نصیب ہوتی ہے اور

عینی بعین نظر آنے لگتا ہے۔ جان لو! کہ ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہا تمام ظاہر و خفیہ مخلوقات خداوندی اِسْمُ اللَّهِ ذات کی طے میں ہے اور اسم اللہ ذات قلب کی طے میں ہے۔ قلب سر کی طے میں ہے۔ سر روح کی طے میں ہے۔ روح اسرار کی طے میں ہے اور اسرار مخفی کی طے میں ہے۔ مخفی ہویدا کی طے میں ہے۔ ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ جب یہ تمام طے مکمل ہو جاتی ہے۔ روشن ضمیر کی طے میں آ جاتا ہے۔ اس پر ہر علم علوم مکمل جاتا ہے۔ وہ جان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس (طے والے کو) علم معرفت کا قاری اور فیض بخش عالم کہتے ہیں۔

عالم لسان، عالم قلب، عالم روح، عالم نثر، عالم لا سرار، عالم خفی، عالم انور الہدایت۔ ان تمام کا عالم عارف خدا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے چودہ علم نکلتے ہیں اور پھر ان چودہ میں سے ہر ایک سے اکیس ہزار علوم نکلتے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے ایک علم بھی حاصل کر لیتا ہے اسے عالم حکیم عارف کہتے ہیں۔ اس کے نزدیک عام و خاص چلن ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خاص الفص عالم حکیم ہے جس کا قلب سلیم (حق تسلیم) ہوتا ہے۔ الحدیث: لَا تَكَلِّمُ كَلَامَ الْحِكْمَةِ عِنْدَ الْجُهَالِ۔ جاہلوں سے حکمت کی باتیں نہ کرو۔ الحدیث: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ۔ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان کند ہو گئی۔

جو مرشد کہ ہر ایک مقام ایک دم اور ایک قدم میں ابتداء و انتہاء حاضرات اسم اللہ ذات سے وجود میں کھول نہیں دیتا اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ قتل کا محرم ہے۔ معرفت وصل اللہ سے ہے خبر ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جان لو! کہ جس کسی نے (کچھ) پلا علم کی (برکت) سے پلایا۔ جس کسی نے (اللہ) کی پہچان کی علم سے کی۔

سچے بے علم خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں کر سکتا۔

العلم - جاننے پہچاننے والے کو کہتے ہیں۔ کس چیز کو جاننا؟ کس چیز کو شناخت کرنا؟ اور کونسی چیز کو حاصل کرنا؟

اول علم - زبانی - جو عین بعین ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَهُ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۚ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پ ۳۰ رکوع ۲۱)

رب تعالیٰ کے نام سے پڑھے۔ جس نے پیدا کیا (ہر چیز کو) جس نے انسان کو جھے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔ رب تعالیٰ نے تمہیں قلم سے لکھنا سکھایا۔ اور انسان کو نامعلوم چیزوں کا علم عطا کیا۔

دوم علم قلبی: جب قلب زبان کھولتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو زبان (ظاہری کلام نقل و نقل) سے مراد ہو جاتی ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا (کا صدق بن جاتا) ہے۔ چنانچہ حضرت مُحَمَّدٌ مَعْطَىٰ فرماتے ہیں۔ قَوْلُ خَيْرٍ وَإِلَّا فَاسْكُتْ - اچھی بات کر یا خاموش رہ۔ الحدیث۔ وَعَنْ سَكَّتْ سَلَّمَ وَمَنْ سَلَّمَ نَجَىٰ - جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامتی میں داخل ہوا اس نے نجات پائی۔ جس کو قرب اللہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ قلب کی محمداری کے لئے (قلب کی جانب) متوجہ رہتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (پ ۹ ع ۹) جو شخص اللہ کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا (یعنی بد نظر اللہ منظور ہوا)۔ یہی صراطِ مستقیم ہے

(جس کے لئے ہم روزانہ نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کہتے ہیں) دل کی آنکھیں کھول اور عین کو عین سے دیکھ لے۔ حق الیقین کے یہی مراتب ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَقَفَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ - وہ تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں (پ ۱۸ ع ۱۸) اسم اللہ ذات کے دائمی تصور سے دل پر ہزاراں ہزار تجلیات (نور اللہ) کی ہوتی ہیں۔ جس سے دل روشن (بلکہ) روشن تر ہو جاتا ہے۔ نور اللہ اور معرفت الہی کی روشنی بے حجب نظر آتی ہے جو آفتاب (کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے) یہ عین العیان کا مقام ہے۔ جس میں غیب الغیب کا کشف مکمل ہو جاتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا - اور ہم نے آدم کو اسمائے کل کا علم سکھا دیا۔ (پ ۴ ع ۴) ایسی حالت میں (طالب) کو خالق کے ساتھ جمعیت انس اور قرار آتا ہے اور وہ خلقت سے دور بھارتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - فَيَفِرُّوْا إِلَى اللَّهِ - اللہ کی طرف بھاگو کا صدق بن جاتا ہے۔ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ - النَّبِيُّ قَوْسٌ وَخَوَادِئُهَا سَهَامٌ الْإِنْسَانُ هَدَفٌ وَمَا رَمَاهُ رَبُّ فَيَفِرُّوْا إِلَى اللَّهِ حَتَّىٰ نَجِي النَّاسَ - دنیا کمان ہے اور حادثات اس کے تیر ہیں اور انسان ان تیروں کا ہدف ہے اور رب تعالیٰ ان تیروں کو پھینکتا ہے۔ (اگر تم ان تیروں اور حادثات سے بچنا چاہتے ہو) تو اللہ کی طرف بھاگو۔ تاکہ لوگوں سے نجات پاؤ۔ الحدیث: مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ لَدُنْهُ مَعَ الْخَلْقِ - جس نے اللہ کو پہچان لیا۔ اسے خلقت کے ساتھ کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ شاہ محی الدین رحمہ اللہ قدس سرہ العزیز کا قول ہے۔ الْإِنْسَانُ بِاللَّهِ وَالْمُنْتَوِحَشُّ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ لَيْسَ اللَّهُ مِنَ النَّاسِ اور غیر اللہ سے وحشت ہوتی ہے۔ حاضر اس اسم اللہ ذات سے تفسیر

(قرآن) کے سات طریقے کھل جاتے ہیں۔

(۱) آیات وعدہ کا علم و تفسیر

(۲) آیات وعید کا علم و تفسیر

(۳) آیات قصص الانبیاء کا وعدہ و تفسیر

(۴) آیات نوح کا علم و تفسیر

(۵) آیات منسوخ کا علم و تفسیر

(۶) آیات نہی کا علم و تفسیر

(۷) آیات منکر کا علم و تفسیر

ان جملہ (سات قسم کی) آیات کا ختم قرآن موافقِ رحمن اور مخالفِ شیطان ہے۔ جو کوئی ہر ایک آیت کو تحقیق (کے طریقہ) سے پڑھتا اور اس کی تفسیر جان کر (باطنی خزانوں) سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ دنیا و آخرت کے بچنے خزانے ہیں (اسے حاصل ہو جاتے ہیں) اس سے کوئی چیز اور (مغلی خزانہ) پوشیدہ نہیں رہتا۔ چنانچہ.....

اول: سچ کیا اکسیر

دوم: سچ علم دعوت نکیر

سوم: سچ تفسیر جس سے اسم اعظم حاصل ہوتا ہے۔ جسے پڑھ کر روشن ضمیر ہو

جاتا ہے

چہارم: سچ علم با تائیر

پنجم: سچ علم ہر امر پر حاکم امیر

کمال مرشد پہلے ہی روز حضرت اسم اللہ ذات سے طالب اللہ کو

سنتی رہتا ہے۔ یہ سچ کبج اکبر ہیں جس سے طالب اللہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب انہی متقی کے ہیں۔ جس سے وہ ہر خاص و عام کے احوالات و مرتبہ معلوم کر لیتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - هَذَا لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (قرآن مجید) میں ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (پارا ۱۸) بعد ازاں (مرشد) طالب اللہ کو ذکر فکر کی تلقین کرتا ہے۔ اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے۔ علم فیاض سے فضل نصیب ہوتا ہے۔

بیت

ہر حدیث و آیت بھی تو نے سنی

مرد عارف ہوتا ہے حاضر نبی ﷺ

جان لو! کہ (فقیر کو) رجعت نفس۔ معصیت شیطان اور حلوٹ غلق سے باخبر رہنا چاہئے۔ عالم کو آفت و رجعت طبع سے ہوتی ہے۔ فقیر کو آفت و رجعت رجوع غلق سے ہوتی ہے۔ جب کوئی پوشیدہ اس کا کوئی امیر کسی (فقیر) کا مرید ہو جاتا ہے۔ تو (فقیر) کا نفس اتا و ہوا (خود سر اور خواہش مند) ہو جاتا ہے۔ جو معرفت الہی اور قرب خدا سے باز رکھتا ہے۔ دنیا دار کے لئے آفت اور رجعت بجل ہے۔

باب دوم

شرح توجہ

مرشد کا طالب کو توجہ دینے کے بیان میں

جان لو! کہ توجہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توجہ ذکر فکر (۲) توجہ مذکور (۳) توجہ حضور

(۱) توجہ ذکر فکر (عام توجہ) عوام کے لئے ہے۔ جس میں موکلات اور

فرشتوں سے پیغام ملتا ہے۔

(۲) توجہ مذکور میں شہ رگ سے بھی قریب تر اللہام ہوتا ہے۔ یہ توجہ بھی

جلب ہے۔

(۳) توجہ حضور صورت نور کی مثل ہوتی ہے۔ جس میں ایک دم میں ہزاروں

ہزار جواب باصواب کی آمدورفت ہوتی ہے۔ توجہ نور (حضور الحق) سے ہوتی

ہے۔

پس مرشد کمال کی توجہ کے بغیر اگر طالب تمام عمر ریاضت کر کے (سوکھ

کر) بل کی مانند ہو جائے اور عبودت کی کثرت سے کبڑا ہو جائے۔ ایسی

(سخت) رنج و محنت سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ہزارہا (قسم) کی ریاضت

سے مرشد کمال کی ایک توجہ (ہمت بہتر ہے)

توجہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟

یاد رہے کہ توجہ (حضور) تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔

اس میں تصرف کی توفیق توحید معرفت ذات سے ملتی ہے۔ کیونکہ (توجہ

حضور الحق) کی بنیاد وصل پر ہے۔ اور وصل کی اصل (اسم اللہ ذات کے

تصور) پر ہے۔ جس کی اصل (تصور اسم اللہ ذات) اور وصل (توحید و

معرفت کا اتفریق) ایک ہو جاتا ہے۔ وہ ذات (اللہ) کے ساتھ یکتا ہو جاتا

ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ عارف خدا 'نہ خدا' نہ خدا سے جدا پس اس

(کیفیت) کو حضور الحق کہتے ہیں۔ یعنی (مقام) حقیقت میں وہ صاحب تحقیق۔

(مقام) معرفت میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ اور (مقام) ذکر میں اس کا قلب

قلزم دریائے عمیق ہوتا ہے۔ اس قسم کے تصرف کو مودہ دل زعمیق۔ نفس

کے قیدی زوال پذیر باطن میں معرفت الہی اور حل سے بے خبر کیا جائیں۔

توجہ اس کو کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو توجہ باطنی سے

طے کر لے۔ طالبوں کو (مرشد کمال) توجہ (باطنی) سے طے (کی راہ) کھول کر

(اٹھارہ ہزار عالم دکھارتا) ہے۔ اس کو توجہ موجہات کہتے ہیں جس کی قید میں

چھ سمجھتی ہوتی ہیں (لیکن وہ بھی ابھی) اہل ذات کی توجہ نہیں جانتے۔

توجہ کی اصل ترک نفس ہے۔ فرحت روح ہے جو کافی اللہ غرق میں

ہے۔ اور لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے کھنڈ کے حرف کی ایک سطر بن جاتا ہے۔

جس میں عوام الناس سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس توجہ کو فیض بخش عوام

کہتے ہیں۔

مصنف (باجو) فرماتے ہیں (مرشد) کو چاہئے کہ توجہ کے لئے

طالب کی طرف متوجہ نہ ہو۔ جب مرشد چاہتا ہے کہ وہ طالب اللہ کو

مقام توجہ بتوجہ طے کر دئے تو اول طالب کی صورت کو اپنے تصور تصرف میں لا کر لا اِلَہَ کی نفی میں فنا کرتا ہے۔ جب لا اِلَہَ کی نفی میں طالب کے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے۔ تو بعد ازاں طالب کی صورت کو تصور تصرف میں لا کر لا اِلَہَ کے اثبات میں لے جاتا ہے۔ جس سے (طالب) کا قلب اور روح زندہ ہو جاتے ہیں۔ (روح نفسانی جسم کو ترک کر کے روحانی نورانی قلبی وجود بطور لباس پہن لیتی ہے۔ جس سے نفس روح کے بغیر مثل مردہ ہو جاتا ہے) جو اس خمسہ باطنی کا پردہ کھل جاتا ہے۔ بری صفات وجود سے نکل جاتی ہیں اور طالب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ وہ ہمیشہ معرفت اللہ میں (متفرق رہتا) ہے۔ بعد ازاں (مرشد) طالب کی صورت کو توجہ سے تصرف میں لا کر مجلس مُحَمَّدِی ﷺ میں داخل کرتا ہے۔ حضوری سے مشرف کر کے منصب دلوا دیتا ہے۔ جس سے طالب لا محتاج ہو جاتا ہے۔ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ پھر بھی اصل توجہ یہ ہے کہ ایک ہی دم میں ایک سو مقام ذکر کھل جائیں اور ہر ایک مقام میں ہزاروں ہزار بلکہ بے شمار (مقلات) بارش کے بے شمار قطروں کی مانند برسنے لگیں۔ جو ان (مقلات) کو سلامتی سے طے کر لیتا ہے۔ وہ ہر قسم کی نفسانی بلاؤں سے سلامت رہتا ہے۔ شیطان اس کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ فَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں داخل ہو گیا کا مصداق بن جاتا ہے۔

توجہ کی تین اقسام ہیں۔

- (۱) توجہ عنث جو دنیا کے لئے کی جاتی ہے۔
- (۲) توجہ مونث جو عقبنی (جنت کے حصول) کے لئے کی جاتی ہے۔
- (۳) توجہ مذکر جو طالب مولیٰ اعلیٰ و لولیٰ مولیٰ کی طلب میں کرتا ہے۔

الحديث : طَالِبُ الدُّنْيَا مُخْنَثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبَى مُؤْنَثٌ
طَالِبُ الْمَوْلَى مَذْكُورٌ دُنْيَا كَالطَّالِبِ مَخْنَثٌ ہے۔ عقبنی کا طالب مونث ہے اور مولیٰ کا طالب مذکر ہے۔ الحديث : مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبَى فَلَهُ الْعُقْبَى وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلَى فَلَهُ الْكُلُّ۔ جس نے دنیا طلب کی اس کے لئے دنیا ہے۔ جس نے عقبنی طلب کی اس کے لئے عقبنی (جنت) ہے۔ (دیدار الہی میں حصہ نہیں)۔ جس نے مولیٰ کو طلب کیا اسی کے لئے سب کچھ ہے۔

پس (اسم اللہ کی) توجہ کلید (کل) ہے۔ جس نے یہ کلید حاصل نہ کی۔ وہ اہل تقلید ہے۔ وہ توحید، مشاہدہ، با مشاہدہ، نور با نور، حضور یا حضور سے بے خبر ہے۔

بیت

دریائے محبت سے ہوا مجھ کو خطاب
خود سے گذر کر حباب ہو گیا پھر آپ آب
(وحدت الوجود ہمہ اوست)

جواب باہو ﷺ

ہر کسی نے قطرہ پلایا ہم نے دریا پالیا
جب عین دریا پالیا پھر خود کو اس میں گم کیا
(وحدت المقصود ہمہ اوست در مغزوپوست)

شرح مقامات

مقام علم - مقام بخش - مقام عطا - مقام معرفت - مقام فضل - مقام قرب - مقام ذکر - مقام فکر - مقام فیض - مقام قبض - مقام سط - مقام قوت - مقام توفیق - مقام شوق - مقام ذوق - مقام ترک - مقام توکل - مقام مجاہدہ - مقام مشاہدہ - مقام غرق - مقام حضور - مقام توحید - مقام الہام - مقام دلیل - مقام وہم - مقام لوہام - مقام خیال - مقام وصل - مقام حل - مقام ماضی - مقام مستقبل - مقام خلق - مقام سکوت - مقام ناسوت - مقام ملکوت - مقام جبروت - مقام لاهوت - مقام حیرت - مقام عبرت - مقام سواد - مقام سوید - مقام ہوید - مقام عجلت - مقام وجد - مقام نور - مقام صدق - مقام جواہر الانفاس - مقام بنائے اسلام - مقام طاعت - مقام ولایت - مقام عنایت - مقام غنائت - مقام مراقبہ - مقام محاسبہ - مقام مکاشفہ - مقام کرامت - مقام بِاللّٰہ - مقام بقا بِاللّٰہ - مقام فنا فی اللّٰہ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - مقام تجلی روح - مقام سر - مقام تمثیل - مقام نفسی - مقام طلب - مقام محبت - مقام مد نظر اللّٰہ منظور - ان کی نظر قلب پر ہوتی ہے نہ کہ وجود پر - جو لوگ عقل سے اہل فراست بن کر شیطانی منصوبہ بندی کرتے ہیں وہ اہل کلب دنیا مراد کی طلب میں ہوتے ہیں - (علاوہ ازیں) - مقام استقامت - مقام تجرید مقام تفرید مقام مفتح - مقام رجاہ - مقام خوف - مقام تصور - مقام تصرف - یہ جملہ جمع مقلت کا مجموعہ حق تعالیٰ کے دفتر ہیں - جس سے مطلق فنا فی اللّٰہ حاصل ہو جاتا ہے - یٰ اِذْنَمُ الْفُقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ کا مقام ہے - جو طالب تحقیق ان مقلت کو ایک ایک کر کے طے کرتا ہے - وہ ابھی خام

ہے - اور اس کا مرشد نامرد ہے - یہ اس لئے کہ (مرشد) ایک ہی تصور میں توجہ سے (طالب) کو یکتا کیوں نہیں کر دیتا - ایسے خام کو مرشد نہ بنانا چاہئے - طالب گرچہ عاجز ہے پھر بھی حصول طلب میں جان دینے تک تیار ہے - اگر مرشد کمال ہے تو وہ معرفت پروردگار بخش دیتا ہے اور ناقص مرشد راہزن شیطان ہے جس کا طالب (بیشک) محتاج و پریشان ہے - فقیر جو کچھ بھی کہہ رہا ہے حساب کی رو سے کہہ رہا ہے نہ کہ حسد کی وجہ سے - کہا گیا ہے کہ حق بت کڑوی ہوتی ہے جو ٹڈی ہے وہ انسان نہیں بن سکتا - اس کا مرتبہ ٹڈی کا ہی رہتا ہے - اگر ٹڈی ہوا میں اڑے پھر بھی ٹڈی اور کھسی کو شہباز کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا - جو مرشد خستی نظارہ کرنے والا ہے - اسے طالبوں کو توجہ دینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی - وہ (طالب) کو ہاتھ سے پکڑ کر حضوری میں سپرد کر دیتا ہے - جو خود دائم حضوری ہے - اس کے لئے طالبوں کو حضوری میں سپرد کر دینا کونسا مشکل اور دور ہے - اللّٰہ بس ماسوائی اللّٰہ ہوس -

بیت

صاحب غرق کو غم نہیں وہ غار دل میں با خدا ہے
خلق کو وہم ہے کہ شاید وہ مٹی کے نیچے (مرہ) پڑا ہے

جان لو! کہ اسم اللّٰہ ذات کے تصور کی کثرت سے اسم اللّٰہ ذات سر تا قدم قلب قالب پر غالب آ جاتا ہے - اسم تمام جسم کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے - تو اربوبہ عناصر کے وجود سے نفسانی خصائل (بد) دور ہو جاتے ہیں - وجود سے کثافت کا جامہ کثیف دور ہو جاتا ہے - نیک علولت اور روحانیت ظاہر ہو جاتی ہے - تصور اسم اللّٰہ ذات کے نور اور معرفت الہی کے

نور کا مشاہدہ کھل جاتا ہے۔ نور مُحَمَّدِنِي سرور کائنات ﷺ اور نور خانی الشیخ (کے تصور سے) نص حدیث آیات کے مطابق (سائل کو مختلف درجات نصیب ہو جاتے ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ اپنے آپ کو بھول کر (استغراق) میں اپنے رب کو یاد کر۔ (اس طرح) جو دم (تصور اسم اللہ) سے لیا جاتا ہے۔ اس سے لبد الابد کی دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى حَفَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي۔ اور ہم نے (آدم) میں اپنی روح پھونک دی۔

جب روح اعظم وجود معظم میں داخل ہو کر یا اللہ کہتی ہے تو اب اگر (سائل) قیامت تک (ذکر اللہ) کرتا رہے تو بھی اسم اللہ ذات کی انتہائی ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ اس قسم کے وجود نور کا ہر حال، احوال، قل، افضل اور اعمل، معرفت، قرب، وصل حضوری سے ہوتا ہے۔ جب نفس (مارہ) کا تزکیہ ہو کر وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ وہ نور بن کر قلب کا لباس پہن لیتا ہے اور نوری قلب نوری روح کا لباس پہن لیتا ہے اور نوری روح سر کا لباس پہن لیتی ہے اور سر اسرار کا لباس پہن لیتا ہے۔ جب سب نور ایک ہو جاتے ہیں تو وجود میں صورت نور پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے مطلق توحید اور توفیق الہی کا (نور) کہتے ہیں۔ مجھے ان احق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو تقلیدی نظر کرتے ہیں۔ وہ باطن معرفت الہی اور توحید سے بے خبر ہیں۔ دم کو بند کر کے بائیں طرف دل کو پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ حرکت قلبی) مقام قلب ہے۔ وہ کلب (کتے) کو قلب جانتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ذکر جس ہے۔ ذکر جس (تو جس حواس سے متعلق ہے) جو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا ذکر جس نہیں بلکہ عبث (فضول) ہے۔ وہ پھر دم کو بند

کر کے دل کو دائیں طرف پھرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ذکر روح ہے اور یہ مقام روح ہے۔ وہ مقام روح اور (ذکر روح) سے بے خبر ہیں۔ ذکر روح تو طوفان نور کی مثل ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی عرش سے اوپر (تیرتی) ہے۔ اور (ذکر روح میں روحانوں سے ملاقات نصیب ہوتی ہے)۔ وہ (دم کو) سردی میں بند کر کے (ذکر کرتے) ہیں اور اسے ذکر خفی، ذکر سخی، ذکر قربانی اور ذکر سلطانی کہتے ہیں۔ وہ ذکر سلطانی سے بے خبر ہیں۔ وہ طالب دنیا و سوسہ، واہمت، خناس، خرطوم سے متعلق اور شیطان کے قیدی ہیں۔ ذکر سات قسم کے ہیں۔

(۱) ذِکْرُ اللّٰهِ (۲) ذِکْرُ اللّٰهِ (۳) ذِکْرُ لَہٗ (۴) ذِکْرُ مُحَمَّدٍ
(۵) ذِکْرُ سِرِّہٖ (۶) ذِکْرُ حَوَائِجِہٖ (۷) ذِکْرُ لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ان سات ذکر میں ہر ایک ذکر سے ستر لاکھ تیس ہزار ذکر کھل جاتے ہیں۔ بلکہ ذکر اللہ بے شمار ہیں جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ ذکر کے لئے کلمت رہانی بے انتہا ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِذَاذًا لِّكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِكَ بِمِثْلِهِ مِذًا۔ فرمادیتے یا رسول اللہ ﷺ اگر کلمت ربی (فارمولاز کے صرف ہم لکھنے کے لئے) سمندروں کی سیاسی بنا لیں تو پھر اس کے کہ کلمت ربی ختم ہوں۔ سمندر ختم ہو جائیں گے۔ خواہ ایسے ہی اور سمندر روشنائی بنا کر استعمال کئے جائیں۔ (پ ۳۷ ع ۳)

سروری قادری جامع کمال مرشد ان مجموعی اذکار کے ذکر کی توجہ، تصور، تصرف، توحید اور حضرات اسم اللہ ذات کا سبق پہلے ہی روز دے دیتا ہے۔

قدوری طالب جب اخلاص سے پڑھتا ہے۔ تو اس پر کل و جز مقلد کے خزانے اور درجت عقلی اور پوشیدہ نہیں رہتے کسی (دوسرے) طریقہ کی انتہا بھی قدوری طریقہ کی ابتدا کو نہیں پہنچتی۔ خواہ وہ (ساری عمر) ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ دیگر تمام طریقے مثل چرخ ہیں جسے نفسانی (خواہشات کی) ہوا۔ آفت شیطانی کی ہوا اور بلائے دنیا پریشانی کی ہوا بجا سکتی ہے۔ جبکہ قدوری طریقہ مثل آفتاب بلکہ اس سے زیادہ روشن تر ہے۔ جسے ابلا آلود تک مخالف ہواؤں کا کوئی خوف نہیں۔ اگر کوئی دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہے۔

چرخ مقبل (ہرگز) نہ مجھے ہمیشہ چلے
اگرچہ ہوا کا (طوفان) برابر چلے
جواب باہو

آفتاب کے سامنے چرخ کیا ہے ؟
آفتاب ایک چمک سے جلا دیتا ہے چرخ
اگر کوئی دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہے۔

چرخ جس کو حق جلا دیتا ہے
اس کو پھونکنے والا داڑھی کو جلا لیتا ہے
جواب باہو

مجھے اللہ نے دی ہے یہ طاقت
کہ ریشم کی بھی کرتا ہوں حفاظت
جس کو چاہتا ہوں نواز دیتا ہوں
جس کو چاہتا ہوں جلابازی سکھا دیتا ہوں

طالب مرید قدوری کا احتمالی طریقہ یہ ہے کہ وہ ذکر، مذکور، الہام سے گزر کر فنا فی اللہ میں غرق اور توحید میں (گم ہو کر) نور بن جاتا ہے۔

بیت

ذکر کو بھی چھوڑا اور چھوڑ دے ذکر قلب تاکہ تجھ کو حاصل ہو توحید رب
قدوری کے یہ مراتب با حضور قدوری وہ خاص ہے خاص اللہ اس نور
مرید قدوری ہوا میں روز ازل یہ طریقہ فیض رحمت حق میں دخل
جو بھی منکر اس طریقہ کا ہوا وہ روسیا رافضی زندیق ہو کر ہو گیا دشمن آلہ
بلاہو قدوری کو نظر سے پہچانتا جس طرح زرگر سیم و زر کو پہچانتا ہے
ہے مجھے اس احمق قوم کے (قول) پر تعجب آتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ مجھے
دین اور دنیا دونوں عطا ہوئے ہیں۔ یہ بھی شیطانی کمر فریب اور حیلہ ہے جو
ہوائے نفسانی کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ دین اور دنیا — ہر دو کی عطا و
بخشش کی قوت قدوری تدبیر کو ہوتی ہے۔ جو ہر دو جہنم کا حاکم اور امیر
(امیر الکونین) ہوتا ہے۔ لَنْ نَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ نُنْفِقُوا مِمَّا نَحِبُّونَ۔ تم
نیکی کو (ہرگز) نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیز (راہ خدا) میں خرچ نہ
کو گے۔ (اسے قدوری) کے تصرف میں اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے
ہوتے ہیں۔ بلا جستجو (محض) عنایت سے ہدایت و ولایت اور عنایت سے دل
غنی ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ قدوری کے ان
مراتب کو بد بخت لوگ کبرا جانیں۔

فقر ایک خزانہ ہے اور خزانہ بے شمار ہے
فقر اخلاص ہے صدق ہے اور اعتبار ہے

فقر رحمت ہے راز وحدت نور حق ہے
فقر کے زیرِ حکم جملہ خلق (چودہ طبق) ہے

فقر کو عاجز نہ جان نہ کہ وہ حقیر ہے
نور فقر کیما ہے وہ روشن ضمیر ہے

باجو فقیر نفس کو بہر خدا رسوا کرتا ہے
مالک الملکی فقیر ہو کر بہر خدا (گدا کرتا ہے)

قَوْلُهُ نَعَالِي - وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَيَّ أَمْرِي - اللَّهُ تَعَالَى أَيْ أَمْرِي
غالب ہے۔ (پ ۳۷)

جان لو! کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ”ف“۔ ”ق“۔ ”ر“
حرف ”ف“ سے (مرا) فناء نفس ہے۔ (فقیر وہ ہے)
جس کے وجود میں (حرف کے تصور و تصرف سے) نہ ہوا رہے نہ
ہو۔

حرف ”ق“ سے (فقیر کا) قلب قاب نور اللہ سے پر ہو جائے۔

حرف ”ر“ کے (تصور تصرف سے فقیر) رحمت اللہ کے قریب ہو جائے
(یعنی) حرف ”ف“ کے (تصور و تصرف) سے فردا نیست غرق مع اللہ
فی اللہ حاصل کرے۔

حرف ”ق“ سے قرب قوت قدرت جمعیت حاصل کرے۔

حرف ”ر“ سے راز قلب (سلیم) حق تسلیم حاصل کرے۔

جو کوئی راہ فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اسے (اسم فقر کے تصور و تصرف
سے) فیض اور روشنی نصیب ہوتی ہے۔ جو کوئی فقر کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا
(کنزور ہوتا ہے استقامت نہیں رکھتا)۔ وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور
فقر مُحَمَّدِي ﷺ سے دلہن لوٹ کر (رجعت خورہ اور رائدہ درگاہ ہو
جاتا ہے) ایسے شخص کو فقر کے حرف ”ف“ سے فضیحت، قنہ اور فرعون
کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ حرف ”ق“ سے فقر خدا میں جلا ہو کر قارون
کے مراتب پالیتا ہے اور حرف ”ر“ سے زد ہو کر ایلیس مردود کے مراتب میں
داخل ہو جاتا ہے۔

مرشد کمال طالب اللہ کو تین مراتب بخشا ہے۔

اول فقر کا آشنا بنانا ہے۔ اس کے لئے استقامت کرامت سے بہتر ہو
جاتی ہے۔

دوم مشفق بنا کر لذت شوق خدا بخش دینا ہے۔ جس سے نفس فنا اور
روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔

تیسرا مرتبہ خالق حق سے یگانہ اور مخلوقات دنیا اور اہل دنیا سے بیگانہ
کرتا ہے بلکہ طالب مولیٰ کو دینا مردار سے اتنی بدلو آتی ہے کہ وہ گندی
مردار دنیا سے خود بخود بھاگ اٹھتا ہے۔ اگر ایسے طالب اللہ کو کوئی سات

ملکوں کی بدولت یا ملک سلیمانی (کی حکومت) بھی عطا کرے تو وہ نہیں لیتا۔ اسی (حالت) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقیر ہے۔

جاننا چاہئے کہ کمال فقیر ظاہر میں عوام الناس سے ہم مجلس ہوتا ہے اور ان سے بات چیت کرتا ہے لیکن باطن میں وہ روحانیوں کی حضوری میں ہوتا ہے جب فقیر کوئی بات کرنے کے لئے اپنے لب ہلاتا ہے۔ ظاہر میں نفسانی لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے۔ روحانی انبیاء اولیاء سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ موکل اور فرشتے سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ محو کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ (ذات کبریا) سے ہم کلام ہے اور حضرت مُحَمَّد مصطفیٰ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ سے ہم کلام ہے۔ اس قسم کے فقیر کا جسد بڑھ مثل آفتاب روشن اور منور ہوتا ہے۔ وہ ہر مقام اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت بایزید . سلامی ﷺ فرماتے ہیں۔ میں تیس سال سے خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوں۔ خلق خدا سمجھتی ہے کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب کے یہ اعلیٰ مراتب کنہ کنہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ غرق فنا فی اللہ بغیر فقیر کی ہوشیاری بھی غلط ہے۔ مشاہدہ کے بغیر جواب باصواب (کا دعویٰ اور کلام) ہوشیاری (بلکہ خواری) ہے۔

جان لو! کہ فقیر کی زبان سیف اس لئے ہوتی ہے کہ روز ازل ”بِحَفَّتِ الْقَلَمُ بَاهُو كَائِنٌ“ (قلم سے جو سیاہی الگ کی گئی) وہ فقیر کی زبان پر رکھی ہوئی ہے اور فقیر کی زبان ازل کی اس روشنائی سے تر ہوتی ہے۔ اس کا سخن کن سے ہوتا ہے۔ جب فقیر روز الست کا وعدہ (کن) یاد کر کے چاہتا ہے کہ اس کی زبان کی تلوار تیز ہو جائے تو وہ پہلے تین مرتبہ کلمہ طیب لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پڑھتا ہے۔ (پھر) زبان پر اسم اللہ ذات

کی یا نظر (مشق) مرقوم کرتا ہے۔ (تب) وہ صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اس کی (زبان) تیغ برہنہ بن جاتی ہے۔ دشمن اور منافق کو بددعا دینے کے لئے زبان پر چند بار یا تمنا لکھا جاتا ہے۔ بے شک ان دشمنوں پر قرآنی نازل ہو جاتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَانَ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمَنِ۔ فقراء کی زبان رحمن کی تلوار ہے (جو مخلوق پر رحم کے لئے اٹھتی ہے) زبان کی یہ تلوار — قرآن و حدیث کی نص (سے عیبت) ہے یہ رحمن کے موافق — دنیا نفس امارہ اور شیطان کے خلاف (استعمل کی جاتی) ہے جس سے فقیر کا وجود نور ہوتا ہے۔ (یہ تلوار اسے حاصل ہو جاتی ہے)۔ کیونکہ وہ دائمی حضوری اور برہ نظر اللہ منظور ہوتا ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم - خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَلْبِي وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صَلْبِي وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى - حضور پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے علماء میرے (نور) صدر سے پیدا فرمائے۔ سادات کو میرے (نور) صلب سے پیدا فرمایا اور فقراء کو (اسم) اللہ کے نور سے پیدا فرمایا۔ قوله تعالى - اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَمَثَلِ نُورٍ - اللَّهُ تَعَالَى زَمِينٍ وَآسْمَانٍ كَانُورٍ - (فقراء اس آیت کے مصداق توفیق الہی سے نور ہدایت سے مشرف ہو جاتے ہیں) اس لئے یہ اشارہ ان کے لئے بشارت ہے۔ اس قسم کے فقیر لا محتاج بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ وحدانیت اللہ راز میں غرق ہوتے ہیں۔ ایسا شخص اولوح قدسی کا شہباز ہوتا ہے۔

۔ گدھوں کو نصیب ہو یہ مل و زر مل و زر کی خاطر ہم کیوں نہیں خر

مجھے پیر طریقت کی نصیحت یاد ہے
یاد حق کے سوا جو بھی ہے برباد ہے
نعمت گدھوں کو اور دولت کتوں (کو مبارک)
ہم امن لمان (میں بیٹھے) تماشہ کرتے ہیں

قیامت کے روز جب دنیا دار اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے تو ان سب کی پشت بجانب قبلہ ہوں گی۔ کسی دنیا دار کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا کیونکہ دنیا ان کا رخ قبلہ سے دنیا کی طرف پھیر دے گی لیکن مفلس فقیر مسکین رو قبلہ ہوں گے۔ کیونکہ (دنیا میں ہی) فقر معرفت الہی فقیر کا منہ دنیا سے (جانب اللہ) پھر دیتی ہے۔ اس وقت فقیر کے چہرے کی عزت و عظمت اور روشنی چودھویں کے چاند جیسی ہوں گی اور لال دنیا کا چہرہ دنیاوی نجاست کے باعث کہہ گھٹاؤنا اور سیاہ ہوگا۔ قیامت کے روز علماء حساب و ثواب (میں جتلا ہوں گے)۔ ان کے حلال کا بھی حساب ہوگا۔ اہل دنیا عذاب میں ہوں گے۔ ان کے حرام (ہل دنیا پر) سزا ملے گی۔ جبکہ فقیر عارف باللہ بے حجاب (دیدار) اللہ میں محو ہوں گے۔ وہ بے حجاب اور بے حساب ہوں گے۔ اسی لئے المفلس فی لمان اللہ۔ مفلس اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے کہا گیا ہے۔ نہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے نہ وہ گنتی کرتا ہے۔ نہ ہی اسے روز حشر حساب (دی) کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کو بے حجاب یاد کرنا ہے۔ وہ بے حجاب بے حساب اور بے عذاب بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔ فقرا کی محبت جنت کی چابی ہے۔ الحدیث: حُبُّ الْفُقَرَاءِ ضِيَاءُ الشَّقَلِيْنَ۔ فقراء کی محبت دونوں

جہنم کی روشنی ہے۔

الحدیث: حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ۔ فقراء سے محبت انبیاء کے اخلاق میں سے ہے اور فقراء سے دشمنی فرعون کا وطیرہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ روایت ہدایت اور فضیلت کے لئے ہے۔ اور مرشد کی طلب و سلیت کے لئے ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

علم وسیلہ نہیں ہے۔ علم روشنی اور راہ راست ہے۔ وسیلہ مرشد ہے جو ہمراہ (آفت) راہ کا تمسکین ہوتا ہے۔ وہ راہ (سلوک) کا حافظ ہے۔ جو حفاظت سے معرفت الہی تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر مقام کشف سے آگاہ ہوتا ہے۔

کشف کی سات اقسام ہیں۔

(۱) اول کشف القلوب (۲) دوم کشف القبور (۳) سوم کشف الحضور (۴) چہارم کشف المسرور (۵) پنجم کشف المذكور (۶) ششم کشف فانی النور توحید (۷) ہفتم کشف استدراجی۔ شیطنی، نفسانی دیوانگی اور مقموری جس سے دنیاوی ترقی عز و جاہ کا خیال خام دلغ میں سا جاتا ہے۔ خاص الخاص حقیقی کشف قرب اللہ اور حضوری مُحَمَّد مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا ہے۔ جس کے گواہ حیرت اور عبرت ہیں۔ جس میں (حیرت) سے ہر دم سوزش میں جتلا ہو جاتا ہے اور (عبرت)

میں شب و روز آہ آہ کرتا رہتا ہے۔ کشف کے کثیف جامہ سے کثافت اور کشف کے لطیف جامہ سے (وجود میں) لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔

چشم دل کی نظر سے کرتا ہوں مشاہدہ نظر ظاہر عینک ہے جب ہے مرد بینا

جواب باہق

آنکھ ایسی ہو کہ جو حق پر نظر ورنہ آنکھیں رکھتے ہیں سب گاؤنڈر بیت

مرشد وہ ہو جس کو ہو قرب الہ

کرنے نہ دے وہ طالبوں کو پھر گناہ

قَوْلُهُ تَعَالَى - إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ - يَارَسُولَ اللَّهِ ﷺ جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ ہاں اللہ

تعلیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔ (ہدایت ایمان کے بعد نصیب ہوتی

ہے)۔ جس دل میں انتہا کی طمع و حرص ہوتی ہے۔ وہ دنیا فانی کے بکھیڑوں میں

پھنس کر مردہ افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعلیٰ کی توحید معرفت میں قدم

نہیں رکھتا۔ (نہ ہی وہ ہدایت الہی کا طلب گار ہوتا ہے) اگر ایسے (دل کے

مردہ بظاہر مسلمان) شخص کو وعظ و نصیحت کریں۔ جملہ آیات قرآن مجید کی

تفسیر اور احادیث سنا لیں۔ علم و فقہ کے مسائل بتائیں۔ (جنت) کی امید اور

(دوزخ) کا خوف دلائیں۔ بزرگوں کے اقوال پڑھائیں تو بھی کچھ فائدہ نہیں

ہوتا۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمُؤْمِنِينَ (پ ۲۰۲) يَا مُحَمَّدُ

ﷺ آپ ان (دل کے) مردوں کو سنا نہیں سکتے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - صَمٌّ وَهُ

كُفٌّ هُمْ لَمْ يَرَوْا جَعُونَ - پس وہ (اللہ کی ہدایت کی طرف) لوٹنے والے

نہیں۔ (پ ۲۷)

سلک سلوک کی انتہا پر عارف فقیر حبیب (اللہ) ہو جاتا ہے۔ اِنَّا نَمُ

الْفَقْرَ فَهُوَ اللَّهُ جب فقر تمام ہوتا ہے۔ (وجود میں) اللہ ہی رہ جاتا ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالَى - وَاللَّهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اللَّهُ تَعَالَى غَنِيٌّ ہے۔ اور تم

(سب اس کے) محتاج ہو۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ

خَيْرٍ فَقِيرٌ (پ ۶۰) اے میرے رب بے شک جو چیز (نازل) د

رحمت) تو نے میری طرف اتاری۔ میں اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوں۔

(طلب گار ہوں)

ختم فقریہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور فانی اللہ سے (فقیر کا)

جسد بے نور ہو جائے اور صورت سر مُحَمَّدِي ﷺ (سے مشرف) اور

حضوری مجلس میں داخل ہو جائے اور مقام بی مع اللہ جس میں کسی ملک

مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں (سے حصہ حاصل کر لے) قَانِي اللَّهِ

نور کے یہی مراتب ہیں جس سے توحید میں عین بعین۔ نور اللہ نور مشاہدہ

میں غرق۔ قرب اللہ میں منظور ہو جاتا ہے۔ یہ محض راز ہے۔ (ریاضت

نہیں)۔

بیت

ذکر و فکر و مذکورش حضوری سب گیا

نور تھا میں نور ہوں اب نور بقی رہ گیا

قل انبی ﷺ الْأَنْ كَمَا كَانَ۔ جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی

ہے۔ قَلَّ النَّبِيُّ ﷺ الْبِنْيَابُ الرَّجُوعِ إِلَى الْبَدَايَةِ۔ ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔ ہماری نہایت نورِ مُحَمَّدِي ﷺ سے اور ہدایت کی اصل نورِ اللَّهِ سے ہے (اور یہی ہمارا مقصود ہے) قَوْلُهُ تَعَالَى - وَهُوَ مَعَكُمْ أَيَّمَا كُنْتُمْ۔ وہ ہمارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ چنانچہ مردِ قَلْبِي حضرت خاتلنی ﷺ نے کہا ہے۔

تیس سہل بعد یہ محقق ہوا خاتلنی پر
یک دم باخدا ہونا بہتر ہے مکہ سلیمانی سے

بیت

جوابِ باہو ﷺ

بحر (نور میں) غرق فی اللہ ہو کر خود سے خود ہو جاقلنی
دم تو نا محرم ہے وہاں جہاں ہے غرق راز ربانی
دَعِ نَفْسَكَ وَتَعَالَى۔ اپنے نفس کو چوڑ دے اور چلا آ۔ جو شخص
قلائے نفس (کے عمل) سے نہیں گزرتا۔ وہ بقا حاصل نہیں کر سکتا نہ ہی وہ
معرفت لقاء اور مجلسِ مُحَمَّد ﷺ میں داخل ہو سکتا ہے۔

بیت

جلوۃ (محبوب) مشاقوں نے پا لیا
قلنی چلا گیا تو بس بقی رہ گیا

مقامِ قلنی نفسِ ہبوط سے متعلق ہے اور (مقام) بقی بھلئے روح سے متعلق ہے۔ جسے مقامِ لاهوت لامکان کہتے ہیں۔

بیت

جیسے مغز ہڈی میں (محبوب) میری (جان) میں استخوانوں میں ہے
میں اس لئے خوش ہوں کہ وہ بد اندیشوں سے نہیں میں ہے

لیکن یقین ہے کہ بعض (اس کتب کے مطالعہ سے) ابھی معرفتِ فقر
کے نام تک ہی پہنچے ہیں اور بعض نے (اس پر عمل کر کے) معرفتِ تمام فقر
تک پہنچ گئے ہیں۔

بیت

پردے میں مجھ کو شعلہ آتش جلا گیا
پردہ بنا کے خاک کو میں پھر پڑا رہا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - لَوْ كَانَتِ الْجَنَّةُ نَصِيبَ الْعَاشِقِينَ بَدُونِ دَرَجَاتٍ
جَمَالِهِ وَأَوْلَادُهُ وَلَوْ كَانَتِ النَّارُ نَصِيبَ الْمُشْتَاقِينَ مَعَ وَصَالِ
جَمَالِهِ وَأَشْوِقَامِهِ أَرَعَ عَاشِقُونَ كَوْجِنَتِ (محبوب) کے جمل کے بغیر نصیب ہو
تو وہ ان کے لئے آہ و زاری کی جگہ ہے اور اگر مشتاقان (دیدار) کو (محبوب)
کے (دیدار) کے لئے آگ میں ڈال دیا جائے تو ان کے شوق کا کیا کنت فقیر کا
اول مرتبہ۔ مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ (یہ

مرتبہ) اسم اللہ ذات کے تصور توحید سے حاصل ہوتا ہے۔ جس میں (فقیر) اپنی موت کے (جملہ) احوالات و مقلت اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیتا۔ (طے کر لیتا ہے) — قَوْلُهُ تَعَالَى - مَوْتًا وَلَا حَيَاتًا وَلَا نَشُورًا۔ (پھر اس کے لئے)۔ موت حیات اور حشر باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ موت کے مراتب کو حیات (دیوی میں) ہی تحقیق (کے طریقہ) سے طے کر لیتا ہے۔
 الحدیث: **إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ بَلْ يَنْقَلِبُونَ مِنَ الدَّارِ إِلَى الدَّارِ**۔ بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی موت اور حیات ایک ہو جاتی ہے۔ (کہ وہ زندگی میں مقام ممت پر اور قبر میں مقام حیات پر فائز ہوتے ہیں)۔

مشہوری

خلق ان کو جانتی ہے زیر خاک اندر قبر قبر میں قرب خدا ان کو حاصل سر بر بے غل ہیں قبر غلوت ساتھ رب جلیل درمیں ان کے نہیں کوئی وہ حق کے انیس وہاں فرشتہ بھی نہیں بس ہے وہی ذات موت سے پالی انہوں نے دائم حیات قبر میں فوق ہے اور جلوہ خاص نور خود سے فنا ہو کر قبر میں ہوئے با حق حضور

کیا تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر اولیاء اللہ کا قالب مثل قبر قلب کے لئے (مثل) لحد ہوتا ہے۔ مَحَّ اللہ کے مراتب بے حد و بے انتہا لَا نَخْفُ لَوْ لَا نَحْزَنُ وَهَمٌ وَفَمٌ فِيهِمْ نَحْزَنُ۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - الْآيَاتُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ حزن۔ (پ ۱۷ ع ۴)

باب سوم

شرح علم دعوت تکسیر مسخرات

علم دعوت سے علوی سفلی اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق جن، انسان فرشتہ، موکل اور جو کچھ بھی عالم کی کل و جز مخلوق ہے اسے قید اور مسخر کیا جاتا ہے۔ (دعوت) سے ذات و صفات کے تمام مقلت بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ دعوت پڑھنے اور دعوت کی زکوٰۃ دینے کے بے شمار طریقے ہیں۔ لیکن دعوت کا عمل میں لانا بہت مشکل کام ہے۔ حضوری (فخص) کے سوا جسے حکم خدا اور اجازت حضرت محمد ﷺ حاصل ہو کوئی دوسرا فخص دعوت پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ ناقص خام اور ہوائے نفسانی میں جتلا فخص کو دعوت نصیب نہیں ہوتی۔

معرفت، توحید استغراق کی انتہا تصور اسم اللہ ذات سے حضور (حق) کے نور) کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

اور دعوت کی انتہا سے مجلس انبیاء ملاقات اولیاء اللہ نصیب ہوتی ہے۔ اس قسم کے مراتب یعنی تصور اسم اللہ اور دعوت قیور بد نظر اللہ منظور کو حاصل ہوتے ہیں۔

دعوت کی گواہ چار قوتیں ہیں۔

اول: قوت یہ کہ (صاحب دعوت) کو حصار کی ضرورت نہیں رہتی۔
دوم: قوت یہ کہ اسے گوشت کھانا ترک نہیں کرنا پڑتا (جلالی جلالی پر بیڑ
کی ضرورت نہیں رہتی۔

سوم: قوت یہ کہ وہ (بیش) توحید نور اللہ میں غرق رہتا ہے۔

چہارم: قوت یہ کہ وہ ہمیشہ حضوری مجلس مُحَمَّد ﷺ میں رہتا ہے
(حضور پاک) سے جواب ہا صواب بھی حاصل کر لیتا ہے۔ الغرض اگر کسی وقت
کسی دینی یا دنیاوی (کام میں مشکل یا رکاوٹ) پیش آئے تو چاہئے کہ رات کے
وقت کسی عظمت عظیم والے شہید یا غوث یا قطب کی قبر پر جائے اور اول
قبر کے گرد (شرقی جانب سے سرہانہ کی طرف) گھومتا ہو۔ لَوَّانَ اللّٰهُ اَكْبَرُ تَا
اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے۔ (یہ عمل قبر کے گرد اگر دست
بار دہرانا چاہئے) جس سے روحانی قبر میں قید ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں قبر کے
دو برو با لب بیٹھ کر قرآن مجید سے سورت ملک پڑھے۔ روحانی حاضر ہو
جائے گا اور دلیل سے یا وہم سے یا خیال سے یا آواز سے الہام کرے گا۔ یا قبر
سے باہر نکل کر ہر طبقات زیر و زبر کے متعلق آگہی یا پیغام دے گا۔ جو دعوت
میں عامل کمال ہوتا ہے اس کو حصار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ہر حال
میں روحانی پر غالب ہوتا ہے۔ وہ ہر زبان (لس قلب، روح سرور کی زبان)
میں روحانی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یا جسے قُمْ بِاٰتِنِ اللّٰہ سے جمعیت حاصل
ہوتی ہے۔ وہ ایک لمحہ یا ایک دم۔ یا ایک رات دن یا انتہائی (عرصہ) پانچ روز
میں قبر سے روحانی کو اٹھا لیتا ہے اور جب تک اپنا کام حل ہوتے ہوئے اپنی
ظاہری آنکھ سے دیکھ نہیں لیتا۔ روحانی کو اپنی قید سے رہا نہیں کرتا اور اگر
روحانی اپنی جلالت کی وجہ سے شوریدہ خل ہو تو (صاحب دعوت) کو چاہئے کہ

اپنی ہائنی قوت سے اس کی (جلالت) کو سرور (قوت) کو سلب کر لے۔
بعد ازاں قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو کر جو کچھ قرآن مجید میں سے یاد ہے
پڑھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بزرگ کی قبر کا لب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس
کو جواب دیں کہ قبر بہتر ہے یا قرآن ہر طریق سے (ذکر تصور توجہ) جو اسے
معلوم ہے۔ قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھے اس سے زین و آسین (کا کوئی
خرینہ) عقل و پوشیدہ نہ رہے گا۔ ستر سل کی ریاضت جو چلہ اور خلوت میں کی
جائے اس سے ایک رات اس ترتیب سے قبر پر سوار ہو کر (قرآن پڑھنا) بہتر
ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّا نَحْيِيْزُنْمُ فِيْ الْاُمُوْرِ فَاَسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ
الْقُبُوْرِ۔ جب تم کسی کام کو (سرا انجام) دینے میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے
مدد طلب کرو۔

دعوت تین کاموں کے لئے پڑھنی چاہئے.....

اول: پادشاہ اسلام کی امداد کے لئے جو کافروں سے جلا کر رہا ہو۔

دوم: راضی خارجی (بد عقیدہ لوگوں کی اصلاح کے لئے)

سوم: علماء جو منافق ہوں امر و معروف کو نہ مانیں (ان کی ہدایت کیلئے)

دیگر لوگوں کی آبادی، جمعیت خلق اور ہدایت رحمت طلب کرنے کے لئے (بھی)

دعوت قبول پڑھی جاسکتی ہے۔

بعض شخص دعوت پڑھنے کے عامل ہوتے ہیں۔ (لیکن انہیں کسی کمال

کی اجازت حاصل نہیں ہوتی)۔ بعض کو اجازت تو ہوتی ہے۔ (لیکن وہ دعوت

کے عامل نہیں ہوتے۔ عامل کمال کمال جامع نور الہدیٰ دوام بد نظر اللہ

منظور اور مجلس مُحَمَّد ﷺ کا حضوری ہوتا ہے۔ جو (فقیر) صاحب

توجہ، صاحب توحید، صاحب تصور، صاحب تصرف، صاحب تجرید، صاحب تفرید،

صاحب توفیق، صاحب طریق اور صاحب تحقیق جتنی رفیق ہوتا ہے۔ اس کو سیارگان اور بروج کی گنتی کی کیا ضرورت ہے؟ اسے وقت کے سعد و محس (ہونے کا کیا ڈر ہے)۔ اسے زکوٰۃ (نکلانے) قفل (نکلنے) دور مدور بذل (پڑھنے)۔ جنات سے ڈرنے اور موکلات سے (مدد طلب کرنے) کی کیا ضرورت ہے؟ اسے غسل کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اسے رجعت و دیوانگی سے خوف کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ و طائف میں پڑھائی کی تعداد میں کمی بیشی (یاد رکھنے) کیا کیا حاجت ہے؟ یہ سب وسوسے، واہمت، خطرات و دیوانگی آسیب زدگی موکلات سے نہیں (باتیں معلوم کرنا) خام باتوں کا کام ہے۔

کمال لیل دعوت کے ہاتھوں میں دونوں جہاں ہفت اقلیم کی چابی ہوتی ہے روئے زمین پر جو سات (دولتوں) کے بادشاہ ہیں۔ خواہ کسی کو (اسکی بد اعمالیوں کے سبب) معزول کر کے دہر کر لیں۔ اور اگر کسی کو نوازنا چاہیں تو اس کی (حکومت) کا نام قیامت تک ہلتی رہے۔ لیل دعوت جب بحر قرآن کی دعوت قبر کی ہم نشینی سے پڑھتا ہے تو پڑھائی کے وقت کل مخلوقات انبیاء، اولیاء اللہ، جمیع مومنین مسلمانوں کی ارواح۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تمام اصحاب کبار، حضرت حسن کبار و حسین کبار کی روحمیں پڑھنے والے کے گرداگرد موجود رہتی ہیں۔ جب تک وہ (مرد، دعوت) سے فارغ نہیں ہوتے۔ روحانی اس سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ غالب القوت قوی کہتے ہیں۔ یہ دعوت باعتبار ہے لیکن اس کے لئے کسی کمال مرشد کی توجہ درکار ہے۔

واضح رہے کہ دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

اول: یہ کہ قبر کے روبرو اخلاص سے متوجہ ہو کر پڑھے۔ یہ ثواب کا

درجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جو (زندہ قلب) روحانی قوت رکھتا ہو۔ وہ روحانی کی قبر پر سوار ہو کر پڑھے۔ جس سے روحانی عاجز ہو کر (صاحب دعوت) کے قبضہ قید اور تصور و تصرف میں آجاتا ہے۔ جس سے روحانی بے حجاب ہو کر (صاحب دعوت) سے ہم کلام ہو جاتا ہے یہ دعوت باطنی قوت و لائے پڑھ سکتا ہے۔ ناقص رجعت خور وہ ہو کر ناقص علاج بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس لئے آگ پر پاؤں بے شک رکھ دے وہ جل کر درست ہو جائے گا۔ لیکن قبر پر سوار ہو کر ناقص و خام شخص رجعت کھا کر کبھی درست نہ ہو گا۔ ایسی دعوت پڑھنے کے لئے مرشد کمال کی اجازت اور باطنی قوت ہونا نہایت ضروری ہے۔

تیسرے قبر کے گرداگرد پڑھے۔ اُحْضِرُوْا لِلْمُسْتَحْرَاتِ بِحَقِّ يٰۤاٰمَالِكُ الْاُرْوَاحِ۔ بِرَأْىِ عِنْدَ اللّٰهِ وَدَوْلَتِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَاضِرٍ شَوْءٌ۔ تو روحانی حاضر ہو کر جواب باصواب دے گا۔

جو کوئی لیل دعوت سے دشمنی کرتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اس کا خانہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کا جذبہ قہر خدا کا نمونہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جذبہ جذبات الحق سے ہوتا ہے۔

بیت

اسم اللہ کے تصور سے راہ گیر
ناکہ روحانی کی قبر پر ہو امیر
عرش سے اوپر نظر اور زیر ان کے شمس و ماہ
لیل دعوت کو (یہ قوت) اور ہے قرب اللہ

روحانی سے ہوں ہم سخن اور ہے یہ سخن روح
روح روشنی آفتاب ہے یہ مثل لوح
جس جگہ بھی چاہے ہوں وہ (حاضر) حضور
(دعوت) سے ہو جاتا ہے وجود خاص نور
دعوت ہی ختم ہے دعوت ہی انتہا
کمال و عال (بدعوت) خلق کا وہ راہنما
خاک پائے کھلاں ہو اور ان کا غلام
ناکہ تجھ کو حاصل ہوں مطلب تمام
باہو ناظروں پر نظر کر جو کہ ہیں صاحب نظر
پھر تجھے حاجت رہے نہ سیم و زر

فقیر عارف باللہ ولی اللہ وہ ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا يَخْرُجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پ ۳ ۶۷) اَللّٰهُ تَعَالَى وَكَلَى
اَللّٰهُ كُو چار قسم کے ظلمت (۱) ظلمت دنیا (۲) ظلمت خلق (۳) ظلمت نفس
(۴) ظلمت شیطان سے نکالتا اور چار قسم کے نور عطا کرتا ہے۔ (۱) نور علم
(۲) نور ذکر (۳) نور الہام (۴) نور معرفت باقرب حضور عطا کرتا ہے۔ جس
سے ولی اللہ فقیر کو حضوری مجلس دائمی طور پر نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ
خلوقات کی طرف سے ملامت اور تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو
شرق سے مغرب تک قتل عام کر دیں لیکن وہ اس قدر طاقت رکھنے کے

بلوجود خلق خدا کو نہیں ستاتے۔

یاد رکھو! کہ علماء (علم) انبیاء کے وارث صاحب لوب ہیں اور فقرا
صاحب حکم ہیں۔ جو شخص ہرد کے ساتھ خلوص اور دوستی رکھتا ہے تو اللہ
تعالیٰ اسے (ذیلوی) حلاوت اور (سلوی) آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ علم
لعلوں کی کلن ہے۔ معرفت اللہ وصل جن ہے۔ (بغیر عمل) تمام علم عمل و
قل ہے اور معرفت وصل ہر مشکل کے لئے (مشکل کشا) ہے۔ اللہ بس
ماہوی اللہ ہوس۔

لائق ارشاد کمال فقیر وہ ہے جو امتحان کی خاطر چار قسم کے آدمیوں کو
تلقین و ارشاد کرے اور جمعیت بخشے.....

اول: پادشاہ ظل اللہ (مسلمان پادشاہ جو زمین پر اللہ کا نائب، احکام
خداوندی نفاذ کرنے والا ظل اللہ ہو)۔

دوم: علماء عال ولی اللہ کو۔

سوم: شیخ بے باطن کو۔

چہارم: جناب کو علم کی قید میں لائے۔

بیت

نور الہدیٰ - رحمت خدا - باطن صفاء
یہ مراتب مل گئے از مصطفیٰ ﷺ
مرد مرشد دیکھتا ہے با نظر
حق الیقین کر دے عطا بایک (نظر)
جس کا مرشد ہی نہ ہو وہ ہے شیطان کا مرد

جس کا مرشد ہے وہ گویا (مثل) با یزید ^{رحمۃ اللہ علیہ}

مرشد کامل تلقین کے دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ طالبوں کو اسم اللہ ذات کا تصور بخش کرتا ہے جس کی تاثیر سے یکبارگی (طالب کو) مجلس محمد رسول اللہ میں پہنچاتا ہے۔ ان دو مراتب سے ذکر فکر کھل جاتا ہے۔ اور ان (مراتب سے) قرب اللہ ذات و صفات کے تمام منزل مقلات کھل جاتے ہیں اور ہر ایک عمل میں آ جاتا ہے جس سے وہ کامل ہو جاتا ہے۔ طریقت الحق سے صاحب توجہ باطنی (اللہ) صدیق با صدیق ہو جاتا ہے۔ اگر سلک سلوک میں معرفت اللہ۔ مجلس مُحَمَّد رَسُولُ اللہ اور باطن میں اس قسم کے خزانے نعمت اللہ مراتب اور لذت عظیم صراط مستقیم نہ ہوتے۔ تو راہ باطنی پر چلنے والے تمام لوگ گمراہ ہو جاتے۔

بیت

طلب کر باطن کہ باطن ہو ظہور
عارفان حق ہو جاتے ہیں حضور
ہیں حضوری کے سہ مکان سہ نشان
علم علم و عارف اور صاحب عیال

شرح حضرات (حروف حقیقی) : جس سے کل و جز (ظلمات و مقلات درجہ) قید قبض تصرف میں آ جاتے ہیں۔ تیس حروف قرآن کے تیس

سینہاؤں کی چابیاں ہیں۔ تیس حروف سے تیس علم، تیس حکمت، تیس خزانے، تیس دائرہ نقش (پر کرنے کے طریقے) اور تیس قسم کی حاضریت حاصل ہو جاتی ہیں۔ بعض حروف کی حاضریت کی کلید سے باطنی حل مستقبل کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام حقیقی اور مقام معرفت توحید الہی کھل جاتے ہیں۔ بعض کو حروف دائرہ نقش کے حاضریت کی کلید سے تجلیات ذات مشاہدات کھل جاتے ہیں۔ جس سے سات قسم کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ اول علم روشن ضمیر، دوم علم گہما، سوم علم دعوت، چہارم علم نص و حدیث تفسیر، پنجم علم تائید، ششم علم نظر نظیر، ہفتم علم بر نفس امیر۔ جس کسی کو کل کلیدات کے مراتب حاضریت حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقیر لا محتاج بن جاتا ہے۔ تمام عالم، ہفت اعلیٰ کے ساتوں بادشاہ اس کے طالب اور مرید ہوتے ہیں۔ وہ پیر کامل اور مرید جس کا سوال رد نہیں کیا جاتا، بن جاتا ہے۔ حروف کے نقش کی کلید حاضریت سے اس کا جسم جان، جد قلب، قلب، گوشت پوست، اس کی ہڈیوں کا مغز (جسم کا) ایک ایک ہل بنام اللہ زبان کھولتا ہے۔ ذکر اللہ سے تمام سراپردہ چلب وجود سے اٹھ جاتے ہیں۔ حاضریت حروف کی کلیدات سے معرفت الٰہی کا استخراج مجلس محمدی ﷺ کی (حضوری) اصحاب کبار، جمع اصحاب کی (ملاقات) سے مشرف ہو جاتا ہے۔

جب کلید حاضریت سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عرش اکبر کی (نیت) سے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر عرش کے کنگروں اور کرسی پر یہ تیس حروف مرقوم ہیں۔ وہ عرش کے کنگروں پر تیس حروف کا مطالعہ کرتا ہے اور عمل میں لاتا ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کے تمام خزانے اللہ اس پر کھل

جاتے ہیں۔ جس سے لوح محفوظ کا مطالعہ مکمل جاتا ہے۔ عرش اکبر، لوح و قلم، کرسی، ماہ نامہ، قدرت الہی سے لوح ضمیر میں مثل نقطہ (ظاہر ہو جاتے ہیں)۔ بلکہ ان سے بھی ہار یک تر چیزیں (مکتشف ہو جاتی ہیں)

جو کوئی تیس حروف کی کلیات حاضر سے واقف ہوتا ہے۔ اس کے لئے (ظاہری علوم) کا پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسے علم توریت، علم انجیل، علم زور، علم فرقان، علم عبوات، معلمات، اسم اعظم، اسم معظم، اسم عظمت اور اسم کرامت سب کا کشف ہو جاتا ہے اور روئے زمین کے تمام زندہ مردہ (مقام) طین سخن کی (روحیں) غوث قطب لولیاہ اللہ، قطب وحدت مالک الملکی فقیر کو جان لیتا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی حاضر سے حروف کی کلیات جانتا ہے۔ اگر وہ کامل ہے تو مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر مکمل ہے تو اکمل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اکمل ہے جامع عال ہو جاتا ہے۔ سوکلات، فرشتے، اٹھارہ ہزار عالم، کل مخلوقات، کلام و نطق تیس حروف کی برکت و جمعیت سے باہر نہیں دائرہ سی حرفی یہ ہے۔

لے حروف نہ تھی: وہ اسماء الہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے جن کے سامنے فرشتے عاجز آگئے۔ تیس حروف جبکہ علوم کی چابیاں ہیں جن سے ہزاروں علوم کی ہزاروں کتابیں تحریر کی گئیں لیکن حروف کا یہ خزانہ روزِ ازل کی طرح موجود ہے اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ جو کوئی ان حروف کو دور مد دور دم سے پڑھتا ہے اس کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ جو کوئی تحقیق کے قاعدہ سے پڑھنا جانتا ہے اسے دین و دنیا کے خزانوں کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

کبیر قدرت	تفکر تصور	تصویر حضور	توفیق ترک	فنا ولایت
ا	ب	ت	ث	ج
عالم امیر	تصرف توجہ	تصرف نور	توکل تحقیق	ہدایت بقا
عمل دم	عمل قدیر	حکایت عبادت	محبت مکاشفہ	راز راہ
ح	ح	د	ذ	ر
قدیر نیت	دم نیت	ہدایت یگانگت	مراتب مشاہدہ	یاللاہ آواز
زیر بزیر	ذوق شفقت	خرم شرط	فیض بستر	علم عبادت
ز	س	ش	ص	ض
باظفر بانہر	شرف شرف	شریعت شرائط	سکر بسط	عفو حیا
طاعت طے	عالم لدنی	غیار عین	طالع مطالعہ	خیرت حال
طالب بے طبع	کل من	عنایت عاقد	لوح محفوظنا	قال عبرت
گنج بیخ	کرامت کرامت	لا یتحاج جانناز	احوال وصال	صادقہ نوردہ
ق	ک	ل	م	ن
بے بیخ پہنچا	آفات کرم	اعلاج مریح	جمال قال	تنزل صدرہ
درد نماز	قلب سلیم رحمت	لغاء شفاء	فریق الفت	یقین نما
و	ھ	لا	ع	ی
درد فتوحات	رحیم سخن تسلیم	نقش فنا حیا	لطف شرط	یکتا الحال

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تحصیل علم تمام سے عالم ہوتا ہے۔ ذکر کرنے والے طالب اللہ کو ذاکر۔ فکر کرنے والے طالب اللہ کو صاحب فکر الہام والے طالب اللہ کو صاحب الہام، کشف و کرملت والے کو صاحب کشف و کرملت، مذکور والے طالب اللہ کو صاحب مذکور، ورد و طائف، ظاہری مجاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مجاہدہ اور مجاہدہ سے مشاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مشاہدہ، یعنی علم، وہم، خیال دلیل سے (دائمی) زندگی نصیب ہو کر دم رولہا ہو جاتا ہے۔ حضوری طالب اللہ کو صاحب حضور۔ قرب میں طالب اللہ کو صاحب قرب کہتے ہیں۔ تجلیات نور المبین سے علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ جس نے چشم باطن سے دیکھا اسی نے جانا اور جس نے دیکھا۔ اس نے (نور الیقین) میں فنا ہو کر (حق) کو پایا (اس طرح) حق بحق رسید ہوا۔ حق نے حق کو دیکھا۔ حق نے حق سے سنا۔ حق نے حق کو کھینچا۔ اس کا نام صاحب حق ہوا، یہ تمام مراتب جن کا نام لیا گیا ہے۔ انہیں ولی اللہ، عارف باللہ، واصل اولیاء اللہ، غوث، قلب، لوتو، اختیار وغیرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر مرتبہ جس کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ بچوں کے لئے تیس حروف کی قندہ خوانی کے مثل ہے۔ جس کا ان (مراتب کے طالبوں) کو سبق دیا جاتا ہے۔ پس فقر کیا ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟ درہائے توحید میں غرق ہو کر فردانیت حاصل کرنے کو فقر کہتے ہیں۔ جو فانی اللہ ہو کر فرد ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام مراتب پر غالب اور مود ہو جاتا ہے۔ فقر حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مرشد کمال طالب اللہ

فقیر کو اسم اللہ ذات کی سات مشقتوں سے اس کے ہفت اندام (اعضاء) کو پختہ نہ کرے اور سات (قسم اور اسم) کے تصرف سے نفس کو ہستی سے نیستی (بود سے نبود) نہ کرے بعد ازاں اسے غرق انوار کردیتا ہے۔ جس سے وہ مطلق غرق نور اور (مشرف) دیدار ہو جاتا ہے۔ اسے (ماسوی اللہ) دوسرے کو دیکھنا حرام و مردار ہو جاتا ہے۔ جو کوئی ان آثار (کے مطابق) فانی اللہ ہو وی پروردگار کا فقیر ہے۔ ایسا شخص شریعت میں ہوشیار اور باطن میں باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ جو کوئی فقر کے ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس پر کلمہ طیب کے چوبیس حروف سے چوبیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تجلیات نازل ہوتی ہیں۔ یہ اسرار سر مغز دلخ میں پیدا ہوتا ہے ایسے شخص کو مالک الملکی فقیر کہتے ہیں جو فقراء میں سر نہرست ہوتا ہے۔ قل التبی ﷻ۔ الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِنِّي، فقیر میرا فقر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ فقر میں بڑے بعید پوشیدہ ہیں۔ صاحب جمعیت فانی ذات فقیر مقلات درجات کشف و کرملت جو بے جمعیت ہیں ان سے الگ ہو جاتا ہے۔ (فقر) سر اللہ ہے پس ماسوی اللہ ہوس۔

فقر کے مراتب وہی جانتا ہے۔ جو فقر تک پہنچا ہو۔ جس نے فقر کی لذت چکھی ہو۔ جس نے فقر اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو عین بعین دیکھا ہو۔ قوله تعالیٰ - فَمَنْ كَانَ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ (پہلے ۸۷)

بہت سے فقیر فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ ہزار میں سے کوئی ایک فقیر ہوگا جو فقر تمام کے (مرتبہ) پر پہنچا ہوگا۔ قل التبی ﷻ۔ وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جَبْ فَقْرًا تَمَّ پْر پھنچتا ہے تو اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ (ماسوی اللہ

بیت

فقر لا یحتاج کے ہیں دو گواہ
 ترک غیر و ترک (دنیا عزو) جاہ
 عز و جاہ کے طالب نہیں ہیں انبیاء
 ترک دنیا فرض ہے بر اولیاء

فقیران دو مراتب سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔

ایک تصور اسم اللہ ذات معرفت مشاہدہ قرب حضور (کا مرتبہ)
 دوسرے حضوری مجلس ۱۰۰۰ (حاضری) سے باتوشن قوی قوت رکھتا ہو۔

فقیر کے لئے روحانیوں کی دعوت قبول کا (پڑھنا) اور عمل میں لانا فرض
 عین ہے۔ اگر علماء کے نام کے حروف کی صورت یا اسم اللہ ذات کا نقش یا
 صورت فقر دیوار پر بھی لکھی ہوئی دیکھو تو اس کا ادب کرو کیونکہ (علماء و
 فقراء) کے دونوں گروہ بزرگ اور درگاہ پروردگار پر لے جانے والے ہیں۔ وہ
 صاحب معرفت اور دیدار کے لائق ہیں۔ جو ان سے دوستی رکھتا اور ان کا
 دامن پکڑتا ہے۔ وہ سلامتی ایمان سے مرتا ہے۔ جان لو! کہ ہر طریقت اور ہر
 علم کی لول اور ابتداء کسی قاعدہ اور راہ سے ہے۔ بے مرشد بے استلو کا نہ
 کوئی قاعدہ ہے نہ کوئی راہ بلکہ وہ گمراہ ہے۔ اول قاعدہ قلوری ہفت اندام کا
 قلعہ ہے۔ جس میں نفس کا تزکیہ ہو کر قلب قلب پر نور ہو جاتے ہیں۔
 (نوری قید میں آکر حصار قائم ہو جاتا ہے) قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ ذکر مذکور
 سے مع اللہ الہام ہونے لگتا ہے اور روح قرب اللہ سے حضوری مشاہدہ

میں (محو ہو جاتی ہے)۔ قلوری کے ساتوں اعضاء (جو سات قلعے ہیں) نور سے
 روشن ہو جاتے ہیں۔ عارف باللہ تصور اسم اللہ ذات یا از ذکر کلمہ طیبات
 سے دیدار کے لائق ہو جاتا ہے۔ استلو کامل، مرشد مکمل قاعدہ یک حنی (اسم)
 اللہ سے سبق دیتا ہے جس سے (دل کی) آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔ جس
 سے وہ ہمیشہ تماشائے جہان کرتا ہے اور معرفت الہی کو پہنچ جاتا ہے۔ جو کوئی
 قاعدہ یک حنی سے (اسم اللہ) کو روز اول طریق تحقیق سے پڑھتا ہے۔ دنیا و
 آخرت میں جو کچھ بھی ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔

نام کے قلوری تو بہت ہیں لیکن قلوری جو عارف تمام ہو کم ہیں۔ قلوری
 کی پہچان یہ ہے کہ وہ معرفت الہی توحید کا دریا نوش ہوتا ہے۔ قلوری ہرگز
 شراب فروش نہیں ہوتا۔ قلوری کا مرتبہ قرب با جمعیت ہے۔ قلوری قاتل
 نفس ہے۔ قلوری (غلط کا تارک) اور غنی ہوتا ہے۔ قلوری حق پسند کو کہتے
 ہیں۔ وہ بدعت، سرود، حسن پرستی اور اتانیت ہو او مستی سے بے زار ہوتا
 ہے۔ مجھے ان احمقوں پر تعجب ہوتا ہے جو شاگرد تو شیطن کے ہیں اور اپنے
 آپ کو تلمیذ الرحمن کہتے ہیں۔ وہ قید شیطان کے مرتبہ میں خطرات و دوسواس
 میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن اپنے آپ کو ایسی کہتے ہیں۔

جان لو! کہ خاموشی میں ستر ہزار تیغ حکمت رحمانیت ہاتھ آتے ہیں۔ اس
 قسم کی خاموشی معرفت، قرب، مشاہدہ، حضوری خدا تعالیٰ، دور مدور اور دل
 سے ذکر بلند کور فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرتا
 ہوں کے متعلق ہوتی ہے۔ جس سے الہام با الہام پیغام با پیغام۔ جواب با
 صواب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بعد نظر اللہ منظور ہو جاتا ہے۔ اس (طریقت
 الحق) طریق تحقیق سے جو سرہدایت ہے۔ کفر شرک کی گویائی سے فارغ اور

(ہر قسم) کی بدعت سے خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ وہ معرفت الہی اور وصل سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ قتل النبی ﷺ -
 الْبَصَلْفَةُ شَتَّى عَجِيبٌ، قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ حضور پاک ﷺ نے تین بار فرمایا سچ ایک عجیب شے ہے۔

جان لو! کہ نفاق بھی خاموشی میں ہے۔ (حق کی بات پر خاموشی اختیار کرنا منافقت ہے)۔ جو خاموشی نفاق سے متعلق ہے۔ اس میں ستر ہزار شیطان قندہ و فریب (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ قتل النبی ﷺ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِيمِ ”بروبار کے غصہ سے خدا کی پناہ“ (کہ اس کی خاموشی کے پیچھے ہزاروں طوفان پوشیدہ ہوتے ہیں)۔ مطلب یہ کہ جو معرفت اللہ کی کمایت تمامیت تک پہنچ گیا اس کے لئے خاموشی اور گویائی برابر۔ اس کی مستی و ہوشیاری برابر۔ اس کی خواب و بیداری برابر کامل مکمل اکمل جامع کے یہی مراتب ہیں کہ تصور اسم اللہ اور ذکر اللہ اور قرب و حضوری قافی اللہ سے وہ توحید کے قید و قبضہ میں ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن میں ان کو تجرید و تفرید کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اور قول بغیر حکم (خدا) اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کے افضل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں (بمنزلہ) گناہ تھے جبکہ حضرت خضر علیہ السلام باطن میں ثواب کا کام کر رہے تھے کہ آپ نے کشتی کو توڑ ڈالا۔ بچہ کو مار ڈالا اور دیوار تعمیر کر دی۔ یہ واقعہ سورت کف میں بیان ہوا۔ (جس کا انجام، قَوْلُهُ تَعَالَى - هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ - اب میرے اور تیرے درمیان جدائی (ہوتی) ہے (پ ۱۷۸)

ابیات

مرشد جس کو نور حق دلاتا ہے
 (وہ اوب سے) اس کے پاؤں میں گر جاتا ہے
 باہو طالب صابر جان سے (عزیز) ہے
 جاسوس طالب سے نقص کی امید ہے
 عاقل ہو تو سن لو یہ خاموش قل
 بے شعوروں کو نہ ہوگا حق وصل
 عاقل سربلہ ایمان ہے۔ جاہل (بیر) خانی شیطان بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ کمال مرشد کی تلاش کرنا چاہئے جو ایک لحظہ میں حق تک پہنچا دے۔
 جان لو! کہ طالب مرید قدوری کو فتح طریقہ قدوری سے ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے گا تو مریدی سے نکل جائے گا۔ اگر کچھ طلب کرے گا اس کی برکت سلب ہو جائے گی اور مرتبہ سے گر جائے گا۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ حرامی (مفرض) کی طرح کٹی باپ رکھتا ہے۔ اس کی بات لاف در لاف ہے۔ قدوری لایحتاج زئیر ہے۔ خدا درخواست ہی ہوگا کہ طالب مرید قدوری کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قدوری مرید جو قدوری طالب ہے وہ ہر طریقہ پر غالب ہوتا ہے۔

بیت

بہو ﷺ جو ہوا طالب مرید قدوری

صفات القلب والے قلب کو قلب النور دوام بد نظر اللہ منظور کہتے ہیں۔ اس کو ذکر مذکور سے الہام ہوتا ہے۔ وہ معرفت توحید اللہ کے قرب سے حضوری ہوتا ہے۔ اس قسم کے صاحب قلب کو علم الہام حضوری سے ہوتا ہے اس کا فکر مراقبہ اور مکاشفہ حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کی توجہ دلیل وہم خیال معرفت وصل حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور قلب نجات پالیتا ہے۔ اگر ایسی حالت نہ ہو تو تصدیق قلبی کا اثبات اور اس کی تحقیق صحیح نہیں ہوتی۔ اگرچہ قلب ظاہر میں بلند آواز سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پکارنے لگے۔ یا یہ کہ قلب جوش میں آکر اللہ کے نام کا نعرہ مارنے لگے۔ (اسے تصدیق قلبی نہیں کہتے) کیونکہ قلب اور زبان میں (بظاہر) کوئی فرق نہیں۔ جس طرح زبان گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اسی طرح قلب بھی گوشت کا ٹکڑا ہے۔ قلب نفاق سے ہرگز باہر نہیں نکلتا اور خناس، خرطوم، وہم و دوسواس، خطرات شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خلاصی نہیں پاتا اور مع اللہ کے خاص مرتبہ تک نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ تصور اسم اللہ کی تاثیر سے زندہ نہ ہو جائے۔ جب تک اسے آب حیات اور آب حوض کوثر سے غسل نہ دیا جائے اور توحید میں لپیٹ کر اسم اللہ کا لباس نہ پہنا دیں اور نور تصدیق (قلبی ہمیشہ) اس کے قلب کے مد نظر نہ رہے۔ وہی صاحب قلب ہے۔ وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے وہ نور ربوبیت کی رویت اور حضوری ہوتی ہے۔ معرفت توحید نور حضور کا مشاہدہ اور بیدار ہی قلب بیدار کے مراتب ہیں۔

بیت

اے دل تو کیوں زندگی بیدار کی کوشش نہیں کرتا

قلوری حاضر نبی دیں پر قوی
قلوری کو کلنی قلور کا کرم
پیشوا ہے شاہ پھر کیسا غم
میں مرید شاہ میرا محی الدین
خاک سر پر منکروں کے جو ہیں بے یقین
اس ہدایت سے جو منکر ہے وہ گلوخر
ہر مرید (قلوری) ہے با نظر
باہوئے ان کے غلاموں کے غلاموں کی خاک پا
شاہ میرا پیشوائے با خدا

جو مرشد ایک قدم اور ایک دم میں ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہا حضرات اسم اللہ ذات سے وجود میں نہ کھول دے اور دکھادے۔ اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ محرم قتل ہے معرفت وصل سے بے خبر ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

جان لو! کہ جس نے فہر کو پلایا علم سے پلایا جس نے (رب کے نور) کی شناخت کی علم سے کی۔

عجے بے علم نتواں خدا را شناخت

اس علم کا جاننا کھانا فیض اور ہدایت کشف کشف ہونے پر منحصر ہے) اس علم والے کو عین العیان روشنی قلب ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی

تو کیوں کر شربت شیریں نہیں پیتا
دل زندہ کبھی مرتا نہیں ہے
دل بیدار خواب پھر کرتا نہیں ہے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي -
میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ قل النبي ﷺ - عَصَيْتُ
قَلْبِي عَصَيْتُ اللَّهَ - جس نے (زندہ) قلب کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ
تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ قل النبي ﷺ - رَأَيْتُ فِي قَلْبِي رَبِّي - میں نے اپنے
دل میں اپنے رب کا (نور) دیکھا۔

یہی قلوب شیطان کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے اور یہی قلب قدرت
رحمن کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ قلب کی تحقیقات ذوق طلب کی لذت سے
کی جاتی ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے قلب قاب زندہ ہو جاتا ہے۔
صاحب قلب مرشد (طالب پر) طے قلب کے دوران ہر دو جہان کا تماشہ زندہ
قلب میں دکھاتا ہے۔

جان لو! کہ دل کی جنبش دو علم و حکمت سے خللی نہیں ہوتی۔ یا تو اس
کی جنبش جہلا خلاف نفس ہے۔ جو قلب کی توجہ خاص کی تلواریں سے کیا جاتا
ہے۔ جس سے ہر دم (ذکر) کے ساتھ موذی نفس کو قتل کیا جاتا ہے۔ جس
سے وجود میں حرص، حسد، طمع، تکبر اور ہوا نہیں رہتی۔ قلب مقرب الحق
صاحب صدق و صفا اور باخدا ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ قلب کی جنبش ہوائے
(نفسانی) اور علم جہولیت شیطان سے ہوتا ہے۔ جس سے وسوسہ خطرات

پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ خاص الخاص صاحب قلب کو علم عین حاصل ہوتا ہے۔
اس علم (عین) کا جانتا عین فرض ہے۔ یہ علم نص قرآن و حدیث سے
(ثابت)۔ رحمن کے موافق اور شیطان کے خلاف ہے۔ جو دل پر نور ہے اور
اس کی جنبش حضوری (حق) سے ہے۔ وہ بد نظر اللہ منظور ہوتا ہے۔ اسی
قسم کے قلب کو عین العیان قلب کہتے ہیں۔ ایسے قلب والے کو ایک دم میں
ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ قل النبي ﷺ - إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى
صُورِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ - وَلَكِنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَنِيَّاتِكُمْ - بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری (ظاہری) صورتوں اور اعمال کو
نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور تمہارے قلوب کو دیکھتا ہے۔

بیت

عارفوں کا قلب قلب غرق وصل
اس قسم کے عارف ہیں بس لازوال

مجھے ان احق لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ دنیا موار کی تلاش میں رہتے
ہیں۔ اور (مراتب کلب میں) اپنے آپ کو ذاکر قلب کہتے ہیں۔ مراتب قلب
وہی جانتا ہے جس نے قلبی نور حاصل کیا ہو۔ جس نے حضوری مشاہدہ کیا ہو
اور جس نے معرفت توحید اللہ کو دیکھا ہو صاحب قلب کا قلب زندہ اور
قالب مردہ ہوتا ہے۔ حضوری حق سے اس کو (جو اب ہا صواب) کی آمدورفت
ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی سووری قادری کے ہیں۔ جو تارک فارغ لا محتاج
بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔ اگر کوئی دو سرا اس کا دعویٰ کرتا ہے تو غلط کہتا

ہے۔ (اس کا دعویٰ) ہوائے نفسانی کے باعث ہوتا ہے۔ اللہ بس علم قلب علم (دینی) ہے۔ جو حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ بس اسوی اللہ ہوس۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے فتنہ و فساد پیدا ہوئے۔ خلقت کے میل جول سے پیدا ہوئے۔ اگر کسی کو سلامتی نصیب ہوئی ہے تو خلقت سے کنارہ کشی کرنے سے۔ کسی نے (ایک بزرگ) سے نصیحت طلب کی تو انہوں نے فرمایا ہتھوڑا لے کر اپنے دونوں پاؤں توڑ ڈالو اور چھری لے کر اپنی زبان کٹ ڈالو۔ اس نے کہا یہ کام کون کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا اس کے بعد ہی سر کی زبان بولنے اور اس کی ہمت کے کان خدا تعالیٰ سے (الہام) کلام سننے لگتے ہیں۔ جب ظاہری زبان گوئی اور ظاہری کان ہرے ہوں گے تبھی۔ زبان کٹنا اور پاؤں کا توڑنا میسر آتا ہے۔ انبیاء کے بعد حکماء ہیں۔ لیکن نبوت کا درجہ (اب کسی کے لئے نہیں) ہے۔ حکمت شرعی امور کا نام ہے اور حکمت کا پہلا نشان خاموشی ہے۔ بقدر حاجت بات کرنے کو خاموشی کہتے ہیں۔ خاموشی عارف کے لئے بہتر ہے۔ اس کا کلام عمدہ ہونا چاہئے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے۔

دو چیزیں دل سے چاہتا ہے

ایک اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم دوسرے۔ خلق خدا پر شفقت۔

دو چیزیں زبان سے چاہتا ہے

ایک زبان سے اقرار توحید دوسرے خلقت کا رفق ہونا۔

دو چیزیں وجود سے چاہتا ہے

ایک اطاعت حکم اللہ تعالیٰ۔ دوسرے مومن بھائی کی لدا کرنا۔

دو چیزیں اس کے اخلاق سے چاہتا ہے

ایک اللہ تعالیٰ کے حکم (رضا) پر صبر کرنا۔ دوسرے خلقت کے (آزار) پر صبر کرنا۔

حاتم (طائی) کو لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کے پاس مل و دولت بہت ہے۔ اس نے پوچھا کیا اس نے (مل و دولت) سے دائمی زندگی کا سامان بھی کیا ہے؟ جواب ملا نہیں۔ (حاتم نے کہا) تو پھری وہ مل مودے کے کس کام کا؟

حاتم سے کسی نے پوچھا کیا تو کوئی حاجت رکھتا ہے۔ حاتم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حاتم نے کہا کہ تو مجھے دیکھ کر (نصیحت حاصل کرے) اور میں تجھے دیکھ کر (عبرت حاصل کروں)۔ نیز فرمایا (دنیا کی محبت میں جہلا) لوگوں کو دیکھ کر عبرت اختیار کر۔ جس نے عبرت اختیار نہ کی اسے کوئی عزت نہ ملی اور جس نے اس بات پر اعتبار کیا اسے نصیحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور یہ بھی کہا کہ تین قسم کے لوگوں کی نصیحت اور گفتگو سے دور رہو۔

(۱) علماء جو غافل ہوں (۲) قاری جو سستی کرے والا ہو (۳) صوفی جو جاہل ہو۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین اور جسم سلامت رہے اور اس کا غم کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کرے۔ کیونکہ یہ زمانہ گوشہ گیری اور نشانی کا ہے۔ مزید کہا کہ دنیا پانچ چیزوں سے زیادہ (طلب کرنا) فضول ہے.....

اول: اتنی روٹی جس سے زندگی قائم رہے۔

دوم: پانی جو پیاس بجھا سکے۔

سوم: لباس جو ستر پوشی کر سکے۔

چہارم: گھر جس میں رہ سکے۔
پنجم: علم جس پر عمل کیا جاسکے۔

یہ بھی کہا کہ جو گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہو۔ اس کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔ جو گناہ کبر کے سبب کیا جائے۔ اس کی (معافی) کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ اس لئے کہ ابلیس کا گناہ کبر کے باعث تھا۔ (اس لئے قتل معافی نہیں)۔ جبکہ آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے تھی۔ (اس لئے معافی مانگنے پر معافی مل گئی)

اے صاحب تذکرۃ الاولیاء باہو جو مرید اور غلام قلوری کا ہے۔ اس سے تذکرہ باخدا بھی سن لے۔ کہ سالکوں کا سلک سلوک دو قسم کا ہے۔

(۱) ایک نفل نماز صوم و صلوات کا طریقہ

(۲) دوسرے (فارغ) ماسوی اللہ غرق فنا فی اللہ کا طریقہ۔

بیت

اس جگہ پر پہنچنے والا ہوا عارف خدا
اس کے نفس میں رہتا نہیں کبر و ہوا

اس طریقہ والے کو ظاہر باطن میں توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ نفس کی زندگی دنیاوی لذات اور معصیت شیطان میں ہے۔ قلب کی زندگی ذکر رحمن کے تصرف میں ہے۔ روح کی زندگی فنا فی اللہ بقاء باللہ میں ہے۔ جس میں از خود فنا ہو کر نور خدا میں غرق ہو کر بقاء سراسر معرفت بجللی حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص تحقیق کا یہ طریقہ نہیں جانتا۔ وہ (بیش)

بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔

بیت

جو بھی رکھتا ہے امید غیر خدا
حاصل کرے گا کیسے وہ راہ صفاء
رفت خود سے گم کو کہتے ہیں (کی نام و آواز)
غرق فی اللہ کو حاصل رحمت راز
اسم اللہ ذات سے ہو گی نجات
مرہ دل کو شوق ہی بخشنے حیات
بند پسند کو رہتی نہیں پھر احتیاج
ہوائے نفس ہی کر دیتی ہے (محتاج)
باہو ^{رہنمائی} جس کو حاصل ہوا فیض و فضل
جسم سے نکل جائیں سب خطرہ خلل

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو فَعَفَرُوا إِلَى اللَّهِ۔ اللہ کی طرف بھاگو کو فُضِرُوا مِنَ اللَّهِ۔ اللہ کی طرف سے (الٹا) بھاگنا سمجھے ہوئے ہیں۔ معرفت اللہ اور مجلس مُحَمَّدٍ ﷺ کے محققین کو ظاہر و باطن میں حق و باطل کی تحقیق حاصل ہو جاتی ہے۔ (کہ وہ حق و باطل کو پہچان لیتے ہیں)۔

جان لو! کہ جس شخص کے حواس خمسہ ظاہری بستہ ہو کر حواس خمسہ باطنی کھل جاتے اور محبت و معرفت (حاصل نہیں ہوتی) مراقبہ مشاہدہ میں نور فی اللہ ذات میں غرق (نور) ہو کر باطن میں حضوری نہیں کھلتی۔ عین بعین نظر نہیں آتا۔ ایسے شخص کا باطن باطل پر ہے۔

اگر ذکر فکر (کے نتیجے میں) کسی شخص کے وجود سے اوصاف ذمہ، طمع، حرص، حسد، تکبر، لالچ وغیرہ دور نہیں ہوتے۔ تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تجلیہ روح، تجلیہ سر، سراپردہ اسرار نہیں کھلتے۔ عین بعین نظر نہیں آتا تو اس شخص کا باطن باطل پر ہے۔

جو شخص باطن میں ذکر جبر سے نفس پر قہر کرنے والا ہو اور جسے ذکر حاصل سے روحانیت کا لطف بڑے عین بعین نظر آئے۔ لیکن ظاہر میں چہرہ نہ دکھائے۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

اگر باطن میں وہم، وسوس، خطرات کی نفی نہ ہو۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اپنے رب کو (تضرع) سے گزرا کر اور پوشیدہ (ذکر خفی) سے پکارو۔ ذکر خفی والے سے کوئی چیز پوشیدہ مخفی اور چھپی ہوئی نہیں رہتی۔ وہ عین بعین دیکھتا ہے۔ لیکن اگر اس کو طریق تحقیق حاصل نہیں (جس سے وسوس و خطرات کی عمل لٹی ہو جاتی) ہے تو اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو شخص باطن میں ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ سے غوطہ کھائے اللہ کی معرفت میں غرق اور حضوری محمد الرسول اللہ ﷺ سے مستغرق اور سر بلند نہ ہو۔ فقر مُحَمَّدِي ﷺ میں خلق عظیم صفت کریم نہ رکھتا ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جس کا دل باطن میں غنی نہ ہو۔ غنایت فقر سے (ملا مال) اور مَالِكِ الْمَلِكِي فقیر نہ ہو۔ ہدایت سے خلق خدا کا رہنما نہ ہو اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جس شخص (کا کلام) علم تفسیر کے موافق لوگوں پر تاثیر نہ کرے اور اس کے طالب روشن ضمیر نفس پر امیر نہ ہوں اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جس کا باطن ظاہر کے مطابق نہ ہو۔ (باطن میں فقیری کا دعویٰ دار ہو) ظاہر میں بدعتی، خلاف شرع ہو۔ (اس کے ظاہری اعمال) موافق شیطان، اور مخالف (احکام) قرآن ہوں۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو کوئی سرود پرست، استدراتی (شعبہ ہاز)۔ ہوائے نفسانی اور اتانے (شیطنی) میں جھلا ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو شخص علمائے (حق) کا دشمن۔ تکبر، خواہشات کا بندہ ہے اور اپنے ظاہر باطن میں تھلیدی (بزرگ نما) معرفت کا دعویٰ دار اور اپنی بڑائی کا (دعویٰ دار اور اظہار کرنے والا ہے)۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

وہ شخص بھی باطن سے آشنا نہیں جو مع اللہ یکتا متفق اور پیوست نہیں ہوتا جو روز الہی کی روحوں کی صف در صف خبر نہ دے سکے اور (پھر بھی) اپنے آپ کو مست کہلائے اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جان لو! کہ ذکر شور و غوغا سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ذکر کا تعلق غرق اور اپنے آپ سے (علیحدگی) فرق کا نام ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ۔ اپنے آپ کو بھول کر (استغراق) میں اپنے رب کا ذکر کرو جو ذکر اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ اگر باطن میں طریق تحقیق سے قوت توفیق حاصل نہ ہوتی۔ ارواح انبیاء اولیاء اللہ سے

مجلس ملاقات نہ ہوتی۔ (نور) ذات کی تجلیات۔ اِلا اللّٰہ کی معرفت اور حضورِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ نہ ہوتی۔ وجود سے فنا فی اللّٰہ نہ ہو سکتے باطن میں یہ نعتِ عظمیٰ اور سعادتِ کبریٰ نہ ہوتی۔ ہوائے نفسانی سے باہر نکلنا نہ ہوتا تو باطن کی راہ پر چلنے والے سب لوگ گمراہ ہو جاتے۔ (اس لئے راہِ باطن کو باطل کہنے والے خود باطل پر ہیں)۔ باطن اسے کہتے ہیں جس میں ذکر و فکر سے ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ قلّ النبی ﷺ - کُلُّ بَاطِنٍ مَّخَالِفٌ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ۔ جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ باطن یہ ہے کہ بنائے اسلام کے متعلق جس چیز کو شریعت روارکھے۔ وہ مبارک ہے اس پر کاربند ہو جائے اور جس چیز سے شریعت منع کرے اس کو چھوڑ دے۔

باطن یہ ہے کہ اتباعِ محمدی ﷺ میں آپ کے قدم بقدم چل کر باطن میں حضورِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ حاصل کرے۔ دستِ بیعت تلقین اور تعلیم حاصل کرے۔ یہ عطا بھی مرشد کمال صاحبِ باطن سے نصیب ہوتی ہے۔

وہ باطن کونسا ہے جس کی ابتداء و انتہا میں باطل کی گنجائش نہیں۔ وہ (باطن) حق تمام ہے۔ جس میں (صاحبِ باطن) حق کو دیکھتے حق کہتا اور حق سنتا ہے۔ اس کا ہر عمل حق ہوتا ہے۔ اس کا ہر قول و فعل معرفت و وصل برحق (طریق) حق سے ہوتا ہے کہ اس کا وجود لبدِ آلاہو تک زندہ رہتا ہے۔ وہ ذات و صفات کے تمام مقلت طے کر لیتا ہے۔ باطن کا اثبات اسم اللّٰہ ذات کے تصور اور توحید و معرفت کے حصول بغیر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللّٰہ ذاتِ اصل ہے۔ جو کچھ (استغراق) اسم اللّٰہ ذات سے دیکھتا ہے وہ وصل

ہے۔ جو مرشد اسم اللّٰہ ذات کی مشق (وجودیہ) سے سات روز میں وجود کے سات اعضاء کو پاک نہیں کرتا۔ اصل سے وصل نہیں کھولتا۔ اور لبدی نعت کا ہر مقام نہیں دکھاتا۔ طالب کو گنج لا بختاج نہیں بناتا۔ وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو تیلی کا تیل ہے۔ (جو ہزار چکر کاٹنے پر بھی کچھ فاصلہ طے نہیں کرتا)۔ وہ معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔

بیعت

مرشدے باطن جو رکھتا ہے قوتِ قوی
طالبوں کو کرتا ہے حاضر پیشِ نبی
اس قسم کا مرشد جو ہے با صفا
طالبوں کی روک دے حرص و ہوا
ابتداء و انتہا میں ہے کرم
جو فقر میں آ گیا اس کو نہ غم
فقرِ فردوس ہے اور فیضِ فضلِ حق
خاکِ (پاء) سے فیض لے جملہ خلق
اول و آخر فقر ہو بس ختم
نفسِ کسبہ سوزشِ دروں اندر تتم
”الف“ اللہ پا لیا ”ب“ بہرہ بس
جس نے طلبِ غیر کی وہ لال ہوس

باطن میں مرشد ہونا اور ظاہر میں طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مرشد اور طالب ہونے میں بڑے سراسر پروردگار پوشیدہ ہیں۔ انہیں وہی جانتا ہے جو معرفت اللہ تک پہنچا ہو۔ جس نے معرفت حق کو حاصل کیا ہو، اسے دیکھا ہو۔ اس کی روح نے لذت (معرفت) چکھی ہو۔ اس کے وجود سے نفسانی حرص و ہوا نکل گئی ہو۔ یہ راہ قتل اور گفتگو سے تعلق نہیں رکھتی غیر حق (جو کچھ بھی ہے) اپنے دل سے دھو ڈال۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس طلب دنیا بدعت کی جڑ اور گناہ کی (اصل) ہے۔ طلب مولیٰ ہدایت راستی راہ ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللّٰہِیَا مَرْزِعَةُ الْآخِرَةِ دنیائے آخرت کی کھیتی ہے۔ (اس لئے دنیا کو برا جانا کیسے جائز ہے)۔ دنیا جس میں صبح کی روزی صبح اور شام کی روزی شام کو مل جائے۔ وہی دنیا (مرزعة الاخرت) آخرت کی کھیتی ہے۔ (حرص طمع لالچ سے دنیا جمع کرنا آخرت کی کھیتی کیسے ہو سکتی ہے)۔

یہ طریقہ صاحب مدینہ مُحَمَّدَ الرَّسُولِ اللّٰہِ ﷺ کا ہے۔ دنیا جمع کرنا کافروں (فرعون، نمرود، قارون) کا کام ہے۔ ایسے نابینے احمق! حلال دنیا کا تو حساب ہو گا اور حرام پر عذاب ہو گا۔ ایک لاکھ اسی ہزار یا کم زیادہ تمام پیغمبروں عظام نے (عموماً) اور مُحَمَّدَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔ پیغمبر خدا نے خصوصاً فرمایا ہے۔ قتل النبی ﷺ۔ تَرَكَ الدُّنْيَا رَأْسَ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحَبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ۔ ترک دنیا تمام عبادتوں کی بنیاد ہے۔ اور حب دنیا کل خطاؤں کی اصل ہے۔ (حصول دنیا کے لئے) حیلہ جوئی سراسر ہلاکت ہے۔ جھوٹ اور حیلہ بہانہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں چلتا۔ میری حجت قرآن

شریف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں دنیا کو کسی جگہ عزت نہیں دی گئی۔ قَوْلَهُ تَعَالَى۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ کہہ دیجئے۔ (یا رسول اللہ ﷺ) کہ دنیا تھوڑے عرصہ کی متاع ہے۔ (پ ۵۸ ع ۸) (بلاخر دنیا کامل و اسباب ایک دن چھوڑ دینا ہے تو اس سے محبت کیسی؟)

فقیر کے دشمن تین شخص ہوتے ہیں اور یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ ایک منافق دوسرا حاسد تیسرا کافر۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الدُّنْيَا لِلْسَّالِطِينَ وَالْكَافِرِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالْمَسَاكِينِ۔ دنیا پلو شاہوں اور کافروں کے لئے ہے اور عاقبت متقین اور مساکین کے لئے ہے۔ قتل النبی ﷺ۔ اللّٰہُمَّ اٰحْسِنِيْ مِسْكِيْنَا وَامْتِنِيْ مِسْكِيْنَا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زَمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ یا اللہ مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ۔ اور حالت مسکینی میں موت دے۔ اور میرا حشر بھی مساکین کے گروہ کے ساتھ کرنا۔ قتل النبی ﷺ اللّٰہُمَّ اجْعَلْنِيْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَجْعَلْنِيْ ظَالِمًا۔ یا اللہ مجھے مظلوم بنا ظالموں میں شامل نہ کر۔ مردہ ہے جو ہر حال میں اپنے نفس کا خود انصاف کرے۔ (کہ کہیں وہ ظالموں میں شامل تو نہیں ہو گیا)۔ نفس پرست تو ہر کوئی ہے۔ خدا پرست (ہی) کم ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

صاحب نظر ازی متقی کے مراتب یہ ہیں کہ وہ خاص و عام کے مرتبہ سے باخبر ہوتا ہے۔ قَوْلَهُ تَعَالَى۔ هٰذِيْ لِمُتَّقِيْنَ الدُّنْيَا يَوْمَئِذٍ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ ہدایت ہے۔ متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ بخدا زائل طالب اللہ کو ذکر فکر کی تلقین اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے (مقام) روز

ازل میں علم فیاض فضل نصیب ہو جاتا ہے۔

شیطان لذات نفسانی میں جتلا کر کے (خواہشات کا بندہ بنا دیتا ہے۔) (شیطان) ریاکاری سکھا کر زوال پذیر کر دیتا ہے۔ (دنیا) طمع سے لوگوں کو اپنے اوپر مائل اپنی (حبت) میں جتلا اور دیوانہ بنا دیتی ہے۔ جب دنیا دار نفس شیطان اور دنیا (تینوں) کے ساتھ یکتا و یگانہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اسے گناہ بلا اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ گناہ و معصیت میں اس قدر غرق ہو جاتے ہیں کہ اپنے آپ کو گناہ گار جانتے ہوئے بھی۔ گناہ، معصیت اور خواہشات نفسانی سے باہر نہیں نکل سکتے۔ لیکن توفیق الہی سے بحق رفیق مرشد کمال ان زندگی مراتب سے باہر نکل لیتا ہے۔ ہر مرتبہ سے بہتر برگزیدہ درگاہ (مرتبہ) 'یگانگت (باخدا) قرب اللہ (حاصل کرنا) دنیا اور اعمال دنیا عروج و جاہ کو ترک کرنا ہے۔

نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرماں بردار اور درست نہیں ہوتا۔

(۱) زیادہ علم پڑھنے سے (۲) زیادہ دنیا جمع کرنے سے (۳) بہت حکمت

سے (۴) زیادہ ملک اپنے قبضہ میں لانے سے۔

نفس چار چیزوں سے فرماں بردار ہوتا ہے۔

اول اللہ کی محبت سے دوم خالص طلب اللہ سے سوم غرقِ فنا فی اللہ سے۔ چہارم ہر کام، عبادت، ریاضت، تقویٰ حب اللہ۔ اللہ کی خاطر کرنے سے۔

ان چاروں کا تصرف (تصور) اسم اللہ ذات۔ معرفت اور توحید سے حاصل ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔

(۱) نفس نجس مردود جو (دنیا) مردار کا طلب گار ہوتا ہے۔ جو کوئی نفس

مردود کا طالب ہے۔ اس کا خاتمہ شرہ ہوتا ہے۔ اور اس کی عاقبت مردود ہو جاتی ہے۔

(۲) قلب مقصود۔ صاحب زندہ قلب مرتبہ حضوری (دائمی حیات الہام اور روشن ضمیری) حاصل کر لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ ذکر اللہ میں مسرور رہتا ہے)

(۳) روح محمود ہے۔ طالب محمود کا خاتمہ بالخیر اور اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔

اے ہوش مند تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ تمام دنیا کو ترک کرنا اللہ کی راہ میں فی سبیل اللہ خرچ کرنا اور تارکِ فارغ ہونا یہ آسان کام ہے، کچھ مشکل نہیں۔ یا ترک دنیا کے بعد دوبارہ دنیا میں غرق ہو جانا۔ جس سے دوبارہ باہر نکلنا اور تارک ہونا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن جسے خدا تعالیٰ پر اعتبار ہے۔ اس کے لئے یہ دونوں کام آسان ہیں۔ کیونکہ اس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتے ہیں۔ (اسی لئے وہ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں بخیل نہیں ہوتا)۔ یہ مراتب فقیر حاکم لولی الامر کے ہیں۔

جان لو! کہ نفس کی رجعت، معصیت شیطان، اور حواصطِ غلطی سے پانچ رہتا (فقیر کے لئے ضروری ہے)۔ عالم کی آفت اور رجعت طمع میں ہے۔ فقیر کی آفت و رجعت رجوعتِ غلطی میں ہے۔ جب پادشاہ اور امراء کسی کے مرید ہو جاتے ہیں۔ تو اس (پیر) کا نفس اتنا ہیبت لور ہوا سے (متکبر) ہو جاتا ہے۔ جو اسے مغرور اور قرب خدا سے روک دیتا ہے۔ دنیا دار کی آفت اور رجعت بخل میں ہے۔

کمال مکمل اکمل مجموعہ جامع التوحید (فقیر) کی تمامیت کیا ہے؟
جان لو! کہ مرشد کمال سلت چیزوں سے پختہ ہوتا ہے۔ جن کو ہفت گنج

کہتے ہیں۔ جو (ہفت) اندام آدمی کے لئے (تصرفات) کی کلید ہیں۔

اول۔ توجہ دوم۔ توحید سوم۔ تصرف چہارم۔ تصور
پنجم۔ تفکر ششم۔ تجلی ہفتم۔ تسلی۔

جو صاحب توجہ ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص مشرق میں ہو اور دوسرا شخص مغرب میں ہو۔ وہ بحکم الہی عزرائیل علیہ السلام کی طرح اس کی جان قبض کر سکتا ہے۔ جس سے وہ شخص مرجاتا ہے۔ اگر اس قسم کے صاحب توجہ کے پاس کسی کا نصیب (ازلی) موجود ہو تو خواہ اس نے (صاحب نصیب) کو دیکھا بھی نہ ہو اور نہ اس کے متعلق کچھ سنا ہو۔ وہ توجہ سے ہی اس کا نصیب اس کو عطا کرتا ہے۔ جس سے وہ طالب ولی اللہ اور حبیب (خدا) ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں کمال توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ہیں تو نفس کے تابع اور اپنے آپ کو کہلاتے صاحب توجہ ہیں۔ ایسے کام اور (دعوے) جلیل نامعقول اور نارسیدہ لوگوں کے ہوتے ہیں۔ توجہ کے مراتب عظیم ہیں۔ توجہ میں رب کریم کے سر اسرار ہیں۔ توجہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء عظام کی قدیم راہ ہے۔ توجہ مہر باہر۔ قبر باقبر، آئینہ یا آئینہ، معائنہ یا معائنہ معما یا معما ہوتی ہے۔ اللہ بس ما سوئی اللہ ہوس۔ توجہ دل کے اندر سے ہوتی ہے۔ جسے نور رب حضور کہتے ہیں۔ توجہ کو خطرات ایسے ہی خراب کر دیتے ہیں۔ جیسے بلغ کے پھولوں کو خزنیں۔

نور لالہ و (گل) سے خزنیں نے سر اٹھایا

کہ باغبان نے رخنہ دیوار کو پھولوں سے سجایا

توجہ کے کیا معنی ہیں؟ وجہ چہرے کو کہتے ہیں اور ”ت“ درمیان میں پرہ

ہے یہ پرہ اٹھا کر ہر کام کو اپنے رو برو لے آتے ہیں۔ وجہ با وجہ مشاہدہ
باشاہدہ۔ جب فقیر توجہ مع اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور حضوری مجلس کی
طرف رجوع کرتا ہے تو حضرت مُحَمَّد رسول اللہ ﷺ بھی اس کی
طرف توجہ فرماتے ہیں تو وہ اس آیت کریمہ کے موافق اللہ تعالیٰ کا فقیر بن
جاتا ہے۔ قَوْلُ تَعَالَى - وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَاشِيَةِ وَنُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ
زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمَ مَنْ آغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ دِكْرِنَا وَتَبَعَ
هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرَهُ فُرْقَانًا۔ یا رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو — ان
لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے۔ جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس
کے چہرہ (کا دیدار چاہتے ہیں)۔ اور جو لوگ دنیا کی زینت (پر فریفت) ہو کر
(عارضی مغلو کی دوڑ میں بھٹکے ہونے میں) ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں
دیکھتے اور ان لوگوں کا ساتھ اختیار نہ کیجئے۔ جن کے قلوب کو ہم نے ذکر
اللہ سے غافل کر رکھا ہے۔ اور آپ (خواہشات کے بندوں) کی خواہشات
کی پیروی نہ کیجئے۔ جو حد سے گزر گئے ہیں۔ (پ ۱۵ ع ۴)

جان لو! کہ عارف باللہ صاحب کل کو لذت بھی ذلت کل سے
ہے۔

جان لو! کہ چار لذتیں جز میں جو کل کی لذت سے باز رکھتی ہیں۔

اول طرح طرح کے لذت کھانوں کی لذت۔

دوم عورت سے مجامعت کی لذت۔

سوم حکومت شہانہ کی لذت کہ یہ سر تا پا لذت دنیا ہے۔

چہارم مطالعہ علم کی لذت۔

تمام عمر مطالعہ اچھے برے کی تمیز میں صرف کردی۔ لیکن افسوس ہزار بار افسوس کہ معرفت۔ مشاہدہ نور حضور، تجلیات ذات سے مقرب اللہ نہ ہو۔ اے نوان عالم مرتے وقت معرفت الہی کے لئے ہزار غم کھاتے۔ ٹھنڈی آہیں بھرو گے۔ آہ آہ کر گے۔ (اس لئے ہمت ہے) کہ کسی مرشد کمال کو ڈھونڈو اور رفتی راہ بنا لو جو معصیت شیطانی اور گناہ سے تمہاری نگہبانی کرے۔ جس وجود میں معرفت اللہ کی لذت آجاتی ہے۔ تو زندہ وجود سے یہ چاروں لذتیں نکل جاتی ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوتا ہے کہ لذت خدا (رہبرگی) کیسی لذت ہے۔ جس سے روح عزیز کو راحت ملتی ہے اور بے تمیز نفس (اپنی خواہشات لذات) سے مرہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے۔ یعنی خلاف علم تمام حجاب ہے اور اخلاص ہمہ صواب ہے۔ پس حضرت علم کا فرمان ہے کہ نفس امامہ کو قتل کرو۔ شیطان کو اپنا (کھلا) دشمن سمجھو۔ شیطان کے ساتھی نہ بنو اور دنیا کو ترک کرو کیونکہ ترک دنیا کل عبادتوں کی بنیاد ہے اور دنیا کی محبت کل برائیوں کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کر یہ عطا فیض، فضل اللہ، قرب معرفت حق مرشد کمال واصل سے حاصل ہوتی ہے۔ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ گناہوں سے باہر نکلنا۔ تقویٰ اختیار کرنا، خدا تعالیٰ سے ڈرنا، اور راہ راست سے (حق کو ملانے والے) مرشد کی طلب کرنا فرض عین ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں آتالیس خزانے موجود ہیں۔ جن میں بیس ظاہری اور بیس باطنی ہیں۔ اگر ان خزانوں میں سے جمعیت کا خزانہ مل جائے تو (فقیر) لایحتاج ہو جاتا ہے۔ کمال کو انسان کہتے ہیں۔ ورنہ بے جمعیت

(مخلص) تو حیوان پریشان ہے۔ کمال انسان انبیاء اولیاء ہیں۔ دوسرے جو نفس و ہوا کے بندے ہیں ان کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - اَوْلٰئِكَ الْاَنْعَامُ بَلٰى هُمْ اَصْلٌ - وہ حیوان ہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ وہ خزانوں سے باطن کے تمام خزانے کھل جاتے ہیں۔ دو ظاہری خزانے ہیں۔ ایک صحت جان (مندرستی)۔ دوسرے تمام جہان پر غالب آنا جو محض توفیق الہی ہے۔

بیت

تنگ دستی سے کیوں روتا ہے تو
مندرستی بے قیاس دولت ہے

سرخ توفیق سے ظاہر سرخ علم۔ سرخ عمل۔ سرخ حلم۔ سرخ حکمت۔ سرخ عقل۔ سرخ توکل۔ سرخ صبر۔ سرخ شکر۔ سرخ جمعیت۔ جب (ان تمام خزانوں کی جامع جمعیت کا سرخ ہاتھ میں آتا ہے تو لیل دنیا۔ دنیا کے خزانے، غلام و فرماں بردار اور (فقیر) کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اور وہ اللہ کے کرم سے غنی ہو جاتا ہے۔ اور (صفت) اقلیم کی پوشلی سے بڑھ جاتا ہے۔ وہ دو سرخ جن سے ہر ایک باطنی خزانہ کھلتا ہے یہ ہیں۔

ایک سرخ حاضرات دعوت قیور کا جس سے ہر ایک انبیاء اولیاء اللہ سے ملاقت اور مصافحہ کیا جاتا ہے۔

دوسرا سرخ تصور اسم اللہ ذات کا جو محض معرفت توحید نور کا استغراق ہے۔ جس سے مطلق مشاہدہ (نور) ربوبیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس

سے دوسرا ہر ایک باطنی خزانہ اللہ، مقام، ذکر مذکور ذات صفت، حیرت مجلس مُحَمَّدِي ﷺ سرور کائنات نصیب ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سعادت عظمیٰ اور مراتب اولیاء کھل جاتے ہیں۔ مرشد وہ ہے جو پہلے ہی روز طالب کو آتالیس گنج نصیب کر دیتا ہے۔ مرشد کمال اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے۔ ولی اللہ ہوتا ہے۔ اللہ کے راہ کی ہدایت دینے والا نافع المسلمین ہوتا ہے۔ وہ خلقت کا رہنما اور لائق ارشاد ہوتا ہے۔ جس مرشد میں یہ صفت نہ پائی جائیں وہ طالبوں کا رہزن اور خام ہے۔

لول جو کوئی ذکر قلبی کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں ذاکر قلبی ہوں۔ اسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو گواہ (پیش کرنا چاہئیں)

لول (گواہ) یہ کہ وہ صاحب نظر ہو جس سے وہ کفر کا زنا توڑ سکے۔

دوم گواہ یہ کہ اس کی نظر سے (طالب کے وجود میں) لول تصدیق قلبی پیدا ہو جائے اور قلب غلبات ذکر جو ہر نور سے بزمین (خود)۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا اقرار کرنے لگے۔

یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ لیکن مشکل ہے تو یہ کہ تصور اسم اللہ ذات سے بیک نظر معرفت تمام کو پہنچا دے۔ ذکر جوہر قلب ہے قلب جوہر جان ہے اور جان جوہر ایمان ہے۔ مسلمان اسے کہتے ہیں جو اپنا مال، لولاد اور اپنی جان اللہ کے نام پر (فی سبیل اللہ) تصرف کرے۔ یہی جوہر ایمان ہے۔

رباعی

وہ در شہوار جس کو فخر سے کہیں افسر اور حال شکست میں کہلائے وہ (امیر) عجب یہ گوہر دل ہے کہ (واللہ) جتنا یہ شکست ہو اتنا ہی ہے بہتر

رباعی

کبر نہ کر اور ہوس نہ کر دل سے کہ کبر سے کوئی پہنچا نہیں منزل پہ زلف محبوب کی مانند شکستہ ہو جا نا کہ ہزاروں دل قیدی کر لے اک دم سے

میں نے کہا کہ وہ شکستہ ہو کر آئے یا وہ درکنوں کی مانند آئے میں نے کہا میں جو بھی کہوں اگر لوٹ نہ جائے کیسے باہر آئے پس معرفت الہی کی بات بڑی ہے اور تنگ حوصلہ کا منہ چھوٹا ہے وہ کیا کرے؟ (اسے چاہئے) کہ وہ ہر سخن پر اپنا سر پتھر (دل) پر مارے اور وجود میں سبک دل سے لعل معرفت نکالے۔ اس بات کو وہی جانتا ہے جو اس مرتبے تک پہنچا ہو اور جس نے اسے دیکھا ہو۔

جان لو! کہ ذکر کی چار اقسام ہیں۔

(۱) ذکر نفس (۲) ذکر قلب (۳) ذکر روح (۴) ذکر سر۔

(۱) ذکر نفس : اللہ تعالیٰ کے زہنی ذکر کو ذکر نفس کہتے ہیں۔ جس کا مقصود لذات نفسانی حصول عزوجلہ، مسخرات مخلوقات، فرشتوں، موکلات، جنات کو تلیح کرنے اور ترقی زرومل دنیاوی عزت کا حصول ہے۔ ذاکر قلبی کیلئے (ان دنیاوی ماسوتی مراتب کے حصول کے لئے ذکر کرنا) حرام ہے۔ جو لوگ (جس

دم) سے ذکر کرتے اور (قلب کو حرکت) دیتے ہیں وہ مطلق حولیت، خطرات اور غم کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ یہ رسم رسوم لٹل کفار (بت پرستوں) کی ہے۔

(۲) ذکر قلب: جو قلب ذکر اللہ میں (زبان کھولتا) ہے۔ وہ انتہائی تصفیہ کے باعث شاد و کامران ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ذوق و شوق و محبت طلب و طاعت میں رہتا ہے اور اسے توفیق و صدیق حاصل ہوتی ہے۔ بس اس قسم کا ذاکر دل صدیقیوں کا ہوتا ہے۔

(زبانی اور نفس کا جس) ذکر خام خیالی — طلب دنیا مطلق جہالت پریشانی اور زوال کا باعث ہے۔ ان ہر دو لڑکار کے ذاکر رجعت خوردہ ہو جاتے ہیں۔ اور ذکر کی رجعت یہ ہے کہ ذکر کے شروع میں اس قدر دنیا اور مخلوقات جمع ہو جاتی ہے اور اس قدر (عزت) و ناموس مل جاتی ہے کہ دنیاوی شیطان خواہشات (فقیر کو) جمعیت باطنی، مرتبہ رحمانی اور خدا تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہیں۔ ذکر قلبی بوقت موت نجات اور زندگی میں روشن ضمیری کا وسیلہ ہے۔ جس سے طہیت قدمی اور نفس پر امیر (حاکم) ہو جاتا ہے۔ یہ ذاکر قلبی کے مراتب ہیں۔ جس سے ذاکر کامل غنی ہو جاتا ہے۔ ذکر (قلبی) سے فناء نفس فیض حاصل ہوتا ہے۔ جس سے صاحب نظر بن جاتا ہے۔

(۳) ذکر رُوح: جو روح حق تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ وہ ایک دم میں دس لاکھ منزل و منزلت طے کرتی ہے۔ روح خوشبودار ہوا کی شکل ہے۔ جو ہمیشہ ذکر و تسبیح میں مشغول رہتی ہے۔ روحی ذاکر کو مشاہدہ، معرفت الہی، ہر روح کے ساتھ مجلس ملاقات اپنے اپنے مراتب اور مقام پر صبح ہے۔ روح شکل روح روشنی بخش ہے۔ یہ نظر اللہ منظور اور روحانی کو شکل آفتاب ہر جگہ

حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ روح ایمان کا سرمایہ نور ہے۔ جب یہ نور قدرت الہی سے نفس پر وارد ہوتا ہے تو نفسانی (نفس) پر قہور حضرت رابعہ چلے اور حضرت پزیرہ صلیحہ کی طرح نیک اور سعادت مند ہو جاتا ہے۔

(۴) ذکر سری: میں پردہ اسرار جو بندے اور رب کے درمیان موجود ہے، کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا (نور) بے حجاب اور عین بعین دکھائی دینے لگتا ہے۔

بیت

اپنے بندے کو الہی دیدہ دیدار وہ نفس کو کبر و ہوا کو قتل کردوں طاعت وہ عارفوں کو راز وحدت عین بس ان مراتب کو کب پہنچے اہل ہوس

جب قلب ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے۔ تو دل کی کدورت اور زنگار دور ہو جاتا ہے اور (قلب) صیقل ہو کر روشن ہو جاتا ہے اور تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے (صاحب ذکر قلبی) روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ جب دل روشن ضمیر ہو جاتا ہے تو نافرمان نفس (وجود) کے قید خانہ میں قیدی بن جاتا ہے۔ اور ولایت وجود پر روح پادشاہ اور حاکم ہو جاتی ہے۔ جس سے وجود کو جمعیت اور آرام نصیب ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ طالب اللہ کو یہ قدرت اور طاعت نہیں ہوتی کہ ذکر اسم ذات اللہ (کے تصور) کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ قرآن مجید کی آیات اسماء الحسنیٰ اور نثارے نام باری تعالیٰ حیرت کو حاصل کر سکے اور نہ ہی طالب انسان میں جو مخلوق ہے کہ یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ توجہ، فکر، تصور اور تصرف سے غیر مخلوق (اسم اللہ) پر غالب آسکے۔ البتہ

مخلوق پر (تصور اسم اللہ اور ذکر) کے غلبت کی تاثیر سے (طالب کا) قلب زندہ ہو جاتا ہے تاکہ ان چار پرندوں کو اپنے وجود میں ذبح کرے
 (۱) شہوت کا مرغ (۲) ہوا کا کبوتر (۳) حرص کا کوا (۴) زہمت کا مور
 جب ان چاروں پرندوں کو وجود میں ذبح کر لیتا ہے تو قلب و قالب بدلا بلا کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔

بیت

خلق جانتی ہے مردہ جسم کو بس زیر خاک
 قبر لحد خاک ان کی نور سے ہے پاک (پاک)

زندہ قلب قالب والا اپنے بڑے (نوری) کو قبر سے باہر نکل کر لامکان میں لے جاتا ہے اور حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور اس آیت کریمہ کے بموجب اس کی ممت اور حیات برابر ہو جاتی ہے۔

قَالَ تَعَالَى - وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أُولَئِمُ تَوَمِّنَ ؕ قَالَ بَلَىٰ وَإِلَٰكِن لَّيَطْمَنَنَّ قَلْبِي ؕ وَ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ أَجْعَلْ عَلَٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (سورہ بقرہ ۲۶۰)

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین تو ہے لیکن اطمینان قلبی چاہتا ہوں۔ حکم ہوا چار

پرندے لیجئے ان کے کھڑے (قیمہ کر کے) پہاڑوں پر رکھ دو۔ انہیں بلاؤ۔ وہ دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ حکمت والا غالب ہے۔

بیت

فرشتہ کو نہیں قدرت نہ راہ
 لی مع اللہ پر ہے عارف کی نگاہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعُنِي فِيهِ مَلِكٌ مُّقْرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ - میرے لئے مع اللہ کا ایک ایسا وقت ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔

بیت

پاؤں سر ہوا سر پاؤں بنا سفر ہے یہ سر کے بغیر
 سر کے بغیر سامنے اس کے کوئی کیسے مارے دم

مَشِيٌّ عَنِ الرَّأْسِ يَلُوتُونَ الْأَقْدَامَ - (اس راہ میں)۔ قدموں کے بغیر سر کے بل چلتے ہیں۔ یہ اِذَا نَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے مراتب ہیں۔ جس نے زندگی میں (موت کے مراتب) طے کر لئے اور جو فقیر (تصور) موت میں زندہ ہو گیا۔ اسے دنیا و آخرت میں نجات مل گئی۔ (ایسا شخص) طریق تحقیق سے دائمی طور پر حضرت مُحَمَّد الرَّسُولَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حضوری مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب قلوری سروری جامع العلوم مقام حی و قیوم میں فانی اللہ کے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا ان مراتب کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

بیت

بے سر کو حاصل ہو سزا سر خدا سر سے بہتر ہے جس میں حاصل ہو چکا
سر کی صورت مثل انسان سر بر سر اور سر جب ایک ہوں حاصل ہو نظر
یہ کب انسان ہے بے حکمت بے آواز سر حکمت جس کو حاصل وہ ہوا اہل راز
باہو سر بھی دیکھ اسرار بھی اور راز کن راز کن سے سب ہنسن لو تم آواز کن

قَوْلُهُ تَعَالَى - كُنْ فَيَكُونُ — ہو چل پس ہو گیا۔ اللہ

بس ماسوی اللہ ہوس۔

جس نے ظاہر آکھ بند کر کے غرق اختیار کیا۔ اس کے دل کی آکھ کھل
گئی۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَغْمِضْ عَيْنَيْكَ يَا
عَلِيُّ ؑ وَاسْمَعْ فِي قَلْبِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ
اللَّهِ اے علی ؑ اپنی آنکھیں بند کیجئے اور اپنے دل میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سُنئے۔

باب چہارم

تصور تصرف مشق اسم اللہ ذات

اگر کسی کی زبان سیف اللہ ہے وہ قتل قاتل کے الفاظ کی ترتیب سے
آگہ ہے۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ دعوت ورد و طائف اور دعائے سیفی
پڑھے۔ اگر وہ توحید سے توجہ کی تلوار سونے تو تمام عالم کو قتل خراب کر
ڈالے۔ اس قسم کا فقیر صاحب عمل عامل کمال (لوگوں کی تکالیف برداشت کرتا
ہے لیکن کسی کو آزار نہیں پہنچاتا) وہ بے نیاز ہوتا ہے۔

بیت

جس کو خالق پاک خود پسند کرتا ہے
مخلوق پسند کرے نہ کرے وہ کس سے ڈرتا ہے

فقیر مخلوقات کی غیبت و ملامت کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ لیکن خلقت کو نہیں
ستاتے۔ جو کوئی فقیر پر (ظلم) و ستم کرتا ہے۔ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا
ہے۔ (کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں جھلا ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ)۔
اس کے خون کا زوال اور وہل اس کی اپنی گردن پر ہوتا ہے۔

بیت

ہر کلم میں (فقیر) سے ڈرتا رہ
کہ وہ کنہ کن کا محرم ہوا ہے

جو کوئی فقر مُحَمَّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خلا بے برکت، بے باطن، بے قوت جانتا ہے۔ وہ خود خلا بے برکت، بے باطن، بے طاقت ہو جاتا ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَلُّ أَنْاءٍ يَتَرَشَّحُ نَمًا فِيهِ جِسْرَتِن مِيں جو ہوتا ہے وہی پھٹتا ہے۔
جو فقیر تصور اسم اللہ ذات سے غرق حضور جانتا ہے۔ مراتب دعوت القبور روحانی سے الہام اور ملاقات اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کا فقیر ملک پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ان مراتب والے فقیر کو جامع الجمعیت کہتے ہیں۔ جس فقیر کو جمعیت کے یہ مراتب حاصل نہ ہوں۔ وہ فقیر کے سلک سلوک اور اس کی کتابوں سے خارج ہے۔ وہ فقر مُحَمَّدِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سلک سے خارج اور دور خوار تر نفس پرست اور خود پسند ہے۔ جو فقیر قرب اللہ پر نظر رکھتا ہے۔ نہ کہ اس کی فقیری پوشاہ سے طمع کی (غرض سے ہے)۔ وہ پوشاہ سے بہتر ہے۔ جو کوئی دعوت دنیا کی طمع کی خاطر پڑھتا ہے۔ جان لو! کہ وہ ناقص ہے کہ ابھی دعوت کے سلک سلوک (کی غرض و غایت) سے ہی واقف نہیں۔ جس فقیر کی نظر نگاہ میں اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ وہ مرشد کمال ہے۔ جو علم کی حقیقت کو جانتا اور اسے پڑھتا ہے (کمال فقر) طالب خام کے وجود کو اسم

اللہ ذات کی تاثیر سے یکتا اور یک رنگ بنا دیتا ہے۔ جس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ و مخفی نہیں رہتی۔ یہ طالب کی جمعیت (فلس) کے مراتب ہیں۔

دیگر یہ کہ مرشد کمال نظر سے ہی طالب اللہ کے تائبہ وجود کو سیم و زر بنا دیتا ہے۔ ہدایت سے غنیمت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب بھی طالب اللہ کی جمعیت قلب کے ہیں۔ (مرشد کمال کی نگاہ کی تاثیر سے طالب کے قلب میں بجز لاسوی اللہ کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ نہ تو کوئی غلطی کرتا ہے۔ نہ ہی اس کو رجعت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو زوال اور طلب (احوال) ہوتا ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت (قلب) کے ہیں۔

اسم اللہ ذات کا بارگراں ہر دو جہان کے چودہ طبقات سے گراں تر ہے۔ کہ اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی لوح و قلم، عرش و کرسی سب کچھ کانپ جاتا ہے۔ مقرب فرشتے، موکلات، حلالان (عرش) حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور اٹھارہ ہزار عالم خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ وسیع حوصلہ (طالب اللہ) کانس لمارہ بود سے بہود اور فنا فی (نور) اللہ میں فنا ہو کر (بقا پالیتا ہے)۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔ اس (مقام) پر طرح طرح کے انوار کی تجلیات ہوتی ہیں (طالب اللہ) غرق نور اور مشاہدہ حضور میں مسرور ہوتا ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت کے ہیں۔ اس وقت ازل کی آواز اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ قَالُوا بَلَىٰ — سائل دینے لگتی ہے۔ (اسم اللہ کے تصور کا) یہ طریقہ حق ہے جو (طریقہ الحق) سے حق تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ شیطان عالم و فاضل ہے۔ وہ اتنا علم رکھتا ہے کہ تمام فرشتوں کو علم تعلیم کیا کرتا تھا (معلم الملکوت مشہور تھا)۔ تعلیم علم کا سب سے پہلا استاد وہی ہے۔ اس کے برعکس حضرت آدم علیہ السلام کو ظاہری علم نہ تھا۔ (آدم علیہ السلام کو علم ظاہر و باطن خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا)۔ علم تصور اسم اللہ ذات سے روح کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور علم باطن توحید معرفت الہی سے وہ شیطان اور فرشتوں پر غالب آئے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ اور آدم علیہ السلام کو اسمائے کل (حروف حتمی کی تین کلیدیں عطا کر دیں) پھر انہیں فرشتوں کے سامنے (علمی مقابلہ کے لئے پیش کیا)۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔ ہم نے انسان کو وہ علم عطا کیا جس سے وہ نامعلوم کو جاننے لگا (اور اپنی جسم و جان سے سبحان اللہ کا اقرار کرنے لگا)۔ شیطان علم۔ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ میں ہی سب سے بہتر کر ہوں (علم تکبر و غرور) نے شیطان کو قرب الہی سے دور تر اور (مردود بنا دیا)۔ اور محبت و معرفت کے علم نے اصحاب کف کے کتے کو بھی اصحاب کف میں شمار کروا دیا۔ (علم وہ) ہے جو محبت و معرفت (عطا کرنے) باطل سے باہر نکالے اور معرفت حق میں پہنچا دے۔

بیت

علم روشن روشنی ہے حق طلب بے علم جاہل ہمیشہ حق سے سلب علم کے ہیں حرف تین سب شرف و کرم جس نے طلب علم کی اس کو نہ غم علم کیا ہے؟ عین ہو اور عین ہیں خلاف علم جو بھی ہے وہ اہم و حزیں

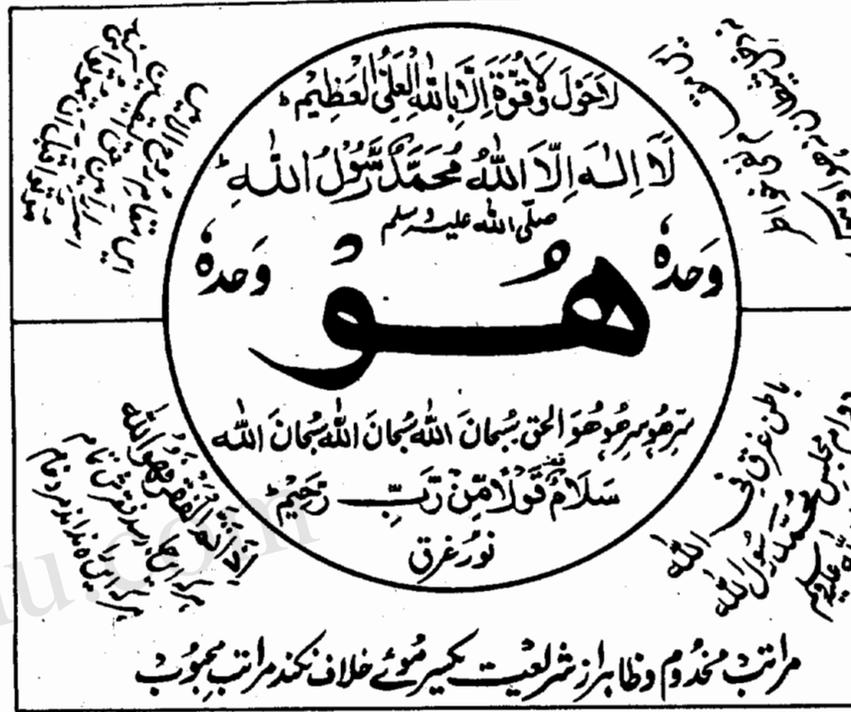
فَهَدَّتِ الْعَالَمِ فَسَدَّتِ الْعَالَمُ۔ یعنی ایک عالم کی خرابی کل عالم (دنیا) کی خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ (اصل علم) غیر مخلوق کلام اللہ نور خدا ہے (جو علم لدنی کی صورت فقراء کے سینہ میں لوح ضمیر پر نازل ہوتا ہے)۔ اس قسم کے عالم فاضل وارث الانبیاء ہیں۔ اے لیل ہوا نفس پرست (علم کے دعویٰ دار) اس میں دم مت مار۔

بیت

بَاهُو حُضُورٍ رَاجِعٍ
نَاكِهِ تَوَهَّمِ جَلِيسِ (اللَّهِ) غَرَقِ (نُورِ) رَبِّ هُو

یہ فیض، عطا، فضیلت، جمعیت کل و جز بھی مرشد کامل سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

اگر کوئی چاہے کہ طالب اللہ کو یکبارگی۔ مع اللہ یکتہ دریائے توحید میں غرق۔ معرفت الا اللہ میں داخل اور مجلس مُحَمَّدِي صَلَوَاتِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حضوری سے مشرف کروں کہ طالب اللہ بے حجاب اللہ (دیدار الہی سے مشرف ہو جائے)۔ اس کے ظاہر و باطن کے تمام اعمال قرب اللہ سے ہوں۔ شب و روز اس کی جان (عشق الہی) میں کباب کی مانند جلتی رہے۔ اس کی روح کو فرحت اور نفس کو خرابی (تزکیہ) نصیب ہو۔ تو اسے چاہئے کہ تصور۔ تصرف اور توجہ سے اسمِ ھُو کی مشق مرقوم سرود بلغ میں با ترتیب کرے۔ یہ مشق مرقوم علمِ حسی و قیوم سے ہے جو کلید کونین ہے۔



فقیر کو سات قسم کی نظر (نگاہ) سے پہچانا جاسکتا ہے

اول نظریہ کہ فقیر کو قرب رہنی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ فقیر قادری (مرید غوث الاعظم جیلانی رحمہ اللہ) جو مشرق سے مغرب تک کا حاکم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے ہدایت کی غنایت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک سلیمان کی طرف بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اس قسم کی نظر والا یہ نظر اللہ حاضر ہوتا ہے کہ اس کی ایک کیما نظر مردہ دل تانبہ کے وجود کو زر (خالص) بنا دیتی ہے۔

دوسری نظریہ ہے کہ وہ اگر کافر کی طرف نگاہ کرے تو وہ اسی وقت کلمہ

میب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔

تیسری نظریہ کہ اگر عالم کی طرف نظر کرے اس کا تمام علم اس کے سینہ سے اس طرح لے لیتا ہے کہ تمام عمر کے لئے اس کو بھول جاتا ہے۔ اور (اگر عطا کرے تو ایک نظر) سے علم باطنی معرفت الہی اس طرح کھول دیتا ہے کہ چودہ قسم کے علم رسم رسوم پشت ناخن پر دکھا دیتا ہے۔

چوتھی نظریہ کہ اگر جہل کی طرف نظر کرے تو اس پر کشف کھل جائے۔ وہ تمام علوم پر غالب ہو جائے۔ علم رسم رسوم۔ رقم مرقوم ہر ایک علم اس پر واضح ہو جائے۔

پانچویں نظریہ کہ اگر مہاشق کی طرف نظر کرے۔ وہ فہم سے نکل آتا ہے۔ اس کا دل مصفی ہو جاتا ہے۔ اس کا دل (عشق الہی) میں دیوانہ ہو جاتا ہے اور نفس کو فنائے مطلق حاصل ہو جاتی ہے۔

چھٹی نظریہ کہ اگر مفلس پر (مہربانی کی نظر کرے) اس کو غنی کر دیتا ہے اور اگر غنی کی طرف (غصہ کی نگاہ سے دیکھے) تو ایسا مفلس بنا دے کہ نہ تو اسے تن کے لئے کپڑا ملے اور نہ پیٹ کے لئے روٹی (نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا)

ساتویں نظریہ کہ اگر الہام مذکور والے کی طرف نظر کرے۔ نور معرفت کے مرتبہ میں غرق کر دے۔ اگر اہل نور کے مرتبہ والے پر نظر کرے۔ اہل حضور بنا دے۔ اگر اہل حضور کے مرتبہ والے پر نظر کرے۔ تو باطن معصوم شوق میں مسرور۔ وجود مغفور۔ دو جہان کا راہبر۔ جملہ امور پر غالب کر دے۔ جس سے وہ خلقت میں مشہور ہو جائے۔ یہ مراتب جامع مرشد کے ہیں جو عقل تصور اسم اللہ ذات سے صاحب نظر ہوتا ہے۔ عامل کمال کل کو یہ مراتب

توحید کی کلید سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان مراتب کو لہل تھلید کیا جائیں۔ (ایسا مرشد) صاحب باطن اپنے طالبوں کو نظر سے کھنسی بِاللّٰهِ کی تلقین کرتا ہے۔ جس سے طالب یکبارگی قرب اللہ حضوری میں پہنچ جاتے اور مشاہدہ ربوبیت میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے دل کی کتب سے تلقین کا سبق حَسْبِيَ اللّٰهُ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے پڑھتے ہیں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى۔ اور مشاہدہ میں نہ ان کی آنکھ بجلی نہ جھپکتی (کا مصداق بن جاتے ہیں)

بیت

ناظروں کی نظر ہر دم بر آتہ
ہر دم ان کے منہ سے نکلے آہ آہ

یہ مراتب حاضر ناظر، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، محفظہ اللہ کے ہیں (اس قسم) کی غنیمت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری، قدوری اسرار الحق کو حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ جموٹا کذاب ہے۔ کیونکہ قدوری طالب مرید حضرت رابعہ بصریؒ اور سلطان بایزیدؒ سے بہتر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر ریاضت دائمی نماز میں غرق ہوتے ہیں۔ ان کے جسم دنیا میں اور ان کے قلوب آخرت میں ہوتے ہیں۔ اَلصَّلٰوٰتُ دَائِمُوْنَ يَصَلُّوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ وہ دائمی نماز اپنے دل میں ادا کرتے ہیں۔ ان کی شان میں وارد ہوا ہے۔ ان کے مراتب دیکھ کر غوث و قطب بھی حیران و پریشان ہیں۔ وہ خالص فقیر ہیں اور فقیران دو صفات سے متصف ہوتا ہے۔

۱- ایک توحید ۲- دوسرے توکل

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّوْحِيدُ وَاتِّوَكُّلُ نَوَآمَانَ۔ توحید اور توکل کا جوڑا ہے۔ (توحید اور توکل لازم و ملزوم ہیں)۔
قَوْلُهُ تَعَالَى - وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ مومن اللہ تعالیٰ ہی توکل کرتے ہیں۔

فقیر میں ایک صفت مُحَمَّدِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ موجود ہونے ہے۔ خلق عظیم جس کے مطلق۔ تَخَلَّقُوا بِاخْتِلَاقِ اللَّهِ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے (پیدا کردہ) اخلاق (صفت مُحَمَّدِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صفت کریم اور اخلاق عظیم) پیدا کردہ۔ فقیر میں چار صفات چاروں اصحاب کبارؒ جیسی ہونا چاہئیں۔

حضرت صدیق اکبرؒ جیسا صدق و (حق)

حضرت عمر فاروقؒ جیسا ابن خطاب جیسا علم نفس اور عدل

حضرت عثمانؒ جیسا حیاء اور (سخاوت)

حضرت علیؒ کرم اللہ وجہہؒ جیسا علم، جوہ (شجاعت اور فقر)

فقیر میں چار صفات (مقرب) فرشتوں جیسی ہونا چاہئیں۔

فقیر کو کراہت و عظمت، جذبہ و جلالت، قرب اللہ اور جمالیات سے

عزرائیل علیہ السلام جیسا ہونا چاہئے۔

فقیر کو رحمن کی طرف سے پیغام، نص حدیث، قرآن کے بیان کی

نصاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مانند ہونا چاہوئے۔

فقیر کو بارئنا رحمت، جمعیت، آپادکاری میکائیل علیہ السلام کی مانند ہونا

چاہئے جس سے خواہش و پریشانی دور ہو جائے۔

فقیر کو مثل اسرائیل علیہ السلام یہ (تصرف) حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ نفی میں سرد آہ کھینچے تو تمام عالم کو خراب و ویران کر دے۔ جس فقیر میں یہ دس صفات موجود نہ ہوں۔ تو اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ وہ گداگر درویش ہے۔ جو اپنے نفس کی خاطر (دنیا اکٹھی کرنے کے لئے) صدا لگا رہا ہے۔ کشف کی چند دیگر اقسام بھی ہیں۔ علم کے مطالعہ سے قل کا کشف ہوتا ہے۔ کشف ازلی سے احوال منکشف ہوتے ہیں۔ کشف ابدی نیک اعمال سے منکشف ہوتا ہے۔ دنیا کے معاملات کا کشف زوال ہے۔ جو مال و زر اور نقد جس جمع کرنے کے لئے ہے۔ عقلی کا کشف تقویٰ اختیار کرنے اور نفس پر ستم کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى - دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ۔ جو شخص اپنے نفس کے لئے ظالم ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

معرفت اللہ کا کشف نور حضور کے مشاہدہ۔ قرب اور وصل سے حاصل ہوتا ہے۔ جس میں لاسوئی اللہ سے (فقیر کھل طور پر نکل آتا) ہے۔ ہر قسم کا کشف اس وقت تک خام ہے جب تک مرشد کمال طالب پر مقام کشف کھول نہ دے اور طالب کو کشف سے مقلت کی حقیقت دکھانہ دے۔ مطلب یہ کہ جس طالب کو اسم اللہ ذات کا تصور باطل سے باہر کھینچ کر معرفت حق میں لے جائے اور مجلس انبیاء اولیاء اللہ میں پہنچا دے تو یہی (صحیح) کشف ہے۔ کشف و کرللت جس سے مراد دنیوی عز و جاہ حاصل کرنا ہو وہ سب کاسب استدراج ہے۔

بیت

جس کو حاصل کشف نور حضور ہوا۔ وجود اس کا سر تپا سب نور ہوا

وہ کسی سے رکھتا نہیں کوئی طلب دل غنی جب ہو گیا پھر اللہ بس

جان لو! کہ تصور اسم اللہ ذات سے قرب اللہ، مشاہدہ نور، الہام، جمل بھی کشف ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے معرفت، وصل، پیغام بھی کشف ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے الا اللہ کی معرفت بھی لازوال کشف ہے۔ دعوت القبور میں تصور اسم ہو سے قُمْ بِأُذُنِ اللَّهِ کرنا اور روحانی سے ہم کلام ہونا بھی کشف ہے۔ اس قسم کے تمام کشف شریعت نص (قرآن و حدیث) کے موافق صحیح ہیں۔ جس میں (نفس) کو تسبیح اور ذکر لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی تلواریں سے نزع کیا جاتا ہے۔

باب پنجم

در بیان نودہ نام باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ننانوے کلیدات ہیں۔ ہر ایک کلید سے حضرات اسم منکشف ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اسم سے تمام دینی و دنیاوی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک دائر میں ہدایت کی ولایت اور غنایت کا خزانہ ہے۔ جس نے دائرہ ذات سے اسمائے صفات کو نہ پایا۔ سمجھ لو کہ وہ علم ظاہری اور باطنی سے بے دانش و بے شعور ہے۔ ایسا شخص فقروفاقد عاجزی محتاجی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس کا سوا اس کی گردن پر وہل ہوگا۔ توحید و معرفت الہی سے محروم رہے گا۔ یہ بات مرشد کمال عارف باللہ صاحب مسا اسم بامسی کو حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص کلید حضرات سے آگاہ اور معرفت کی توجہ جانتا ہے۔ وہی مرشد کمال اللہ توحید ہے۔ ورنہ ناقص اہل تقلید ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

تصرف یا اللہ	تصرف یا مالک	تصرف یا رحیم	تصرف یا رحمن	تصرف یا اللہ
تصرف یا سلا	تصرف یا عزیز	تصرف یا مہمّن	تصرف یا مومن	تصرف یا سلا
تصرف یا متکبر	تصرف یا صبور	تصرف یا باری	تصرف یا لقہ	تصرف یا متکبر
تصرف یا قهار	تصرف یا شکور	تصرف یا رازق	تصرف یا قہار	تصرف یا قهار
تصرف یا کبر	تصرف یا حبیب	تصرف یا حقیق	تصرف یا قہار	تصرف یا کبر
تصرف یا کریم	تصرف یا واسع	تصرف یا حبیب	تصرف یا رقیب	تصرف یا کریم

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے۔ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ چاہے تو کوشش سے دنیا کمالے، چاہے تو کوشش اور عمل سے جنت حاصل کرلے۔ چاہے تو کوشش اور اعمل صلح سے دیدار الہی اور حضوری سے مشرف ہو جائے۔ لیکن عالم اسباب جمع کرنے اور کوشش کرنے کے باوجود یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کام کا نتیجہ حسب فطرت ہی برآمد ہو۔ قدرت کلمہ نے انسان کے وجود میں جبر و قدر کی دو قوتیں ودیعت کر دی ہیں۔ نبی آدم کو یہ قدرت عطا کی گئی ہے کہ وہ اچھے کام کرے یا برائی کی راہ اختیار کرے۔ لیکن یہ آزادی محدود ہے۔ اس اختیار کے اوپر جبر کی ایک قوت مگران، محاسبہ کرنے والی اور انسانی اعمل و افعال کو ایک حد کے اندر رکھنے والی موجود ہے۔ اسی لئے ہمیں ہر قسم کی افراط و تفریط سے منع کیا گیا ہے۔ انسانی تنگ و دو کی حدود مقرر کر دی گئی ہیں۔ جو شخص ان حدود کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جبر کی قوت اسے فوری طور پر سزا دے دیتی ہے۔ الحدیث۔
 خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهُ بِمَنْزِلَةِ كَلَامٍ وَهُوَ فِي جَوْفِ مِثْلِهِ رُوي كَيْ هُمْ بِمِثْلِهِ مَسْلَمَانِ يَهْتَمُّ بِسَبْقِ دِيَارِ كَيْ هُمْ فِي دُنْيَاوِ أُمُورٍ فِي أَيْتِهَا مِنْ سَبْقِ وَ كُوشِشٍ تَوِ پُورِي كَرِيں لَيْكِنِ اس كَيْ تَدْرُجُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَيْ سَبْرُ كَرِيں۔ اس كَلَامِ كَيْ اِبْتِدَاءِ، وَسَطِ اَوْرِ اِنْخْتَامِ وَ اِنْجَامِ كَيْ بَهْتَرِي كَيْ لَيْكِنِ اللّٰهُ تَعَالٰى كَيْ بَارَكَلِهٖ فِي دَعَا بَهِي كَرْتِي رَهِيں۔ پھر جو نتيجه بَهِي نَكَلِي اس پَرِ مَبْرُو شُكْرُ كَرِيں كَيْ وَ هِي تَهْمَارِي حَقِّ فِيں بَهْتَرِي۔

حضور پاک صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوہ بدر میں پوری اسلامی انفرادی اور فوجی قوت جو تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی جن میں بچے بوڑھے جوان سبھی شامل تھے۔ جن کے پاس تھوڑا سا مسلحانہ حرب چند نیزے چند

تکواریں اور چند گھوڑے موجود تھے۔ میدان جنگ میں دشمن کے مقتل کھڑے کر دیے۔ جبکہ دشمن کی فوج میں ایک ہزار جنگجو جوان شامل تھے۔ جو پوری طرح جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ حضور پاک ﷺ نے بارگاہِ اللہ میں عرض کی کہ یا اللہ ہم سے جو بھی ہو سکا مقدور بھرا کٹھا کر لیا ہے۔ تیرے دین کی سرپلندی کے لئے جانوں کا نذرانہ لے کر حاضر ہو گئے ہیں۔ اب فتح و نصرت تیرے ہاتھ میں ہے۔ نصرت الہی جوش میں آئی۔ صحابہ کی اس قلیل جماعت نے کفار کے اس مضبوط لشکر کو شکست فاش دے کر اللہ کے دین کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔ قوله تعالیٰ - وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزِنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ نہ تم ڈرو اور نہ خوف کھاؤ۔ تم ہی غالب رہو گے۔ بشرطیکہ تم مومن ہو۔ کافر کی نگاہ اسباب دنیا پر ہوتی ہے۔ جبکہ مومن کی نظر سبب الاسباب پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ۔ چاہیں تو چیزوں کے خاص ہی تبدیل فرما دیں۔ آگ کی خاصیت جلاتا ہے لیکن جب نمود نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو اپنے ظلیل پر سلامتی کی حد تک ٹھنڈا کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سبب پر نہ تھی۔ بلکہ سبب الاسباب پر تھی۔ جو شخص سبب الاسباب پر نگاہ رکھتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو کوئی دشمن مکر و حیلہ سے نقصان پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مکر کو جس کے خلاف وہ کیا جائے۔ اس کے حق میں خیر میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ قوله تعالیٰ - وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَا كِرِيْنِ اللّٰهُ تَعَالٰى مَكْرُ كُو خَيْرِ فِيں تَبْدِيْلِ فَرْمَا دِيْتِي هِيں۔ قوله تعالیٰ - وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهِ وَ لَيْكِنِ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اللّٰهُ تَعَالٰى اِيْنِي اَمْرِ غَالِبِ هِيں۔ لَيْكِنِ اَكْثَرُ لَوْكَوْنِ كُو اس كَا عِلْمِ نَهِيں۔

(۲) فوق الاسباب تصرفات : اس سے مراد اسباب سے بلا تصرفات ہیں۔ جس کی دو اقسام ہیں۔

(i) ما فوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف

(ii) ما فوق الاسباب قوت سے ما فوق الاسباب میں تصرف

(i) ما فوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف : انبیاء علیہ السلام کے معجزات کی ایک قسم ما فوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں ما فوق الاسباب قوت موجود تھی۔ جس سے آپ عالم اسباب میں تصرف فرماتے۔ آپ نے فرعون کے جلوہ گروں کے مقابلہ میں جب اپنا عصا پھینکا تو وہ اڑ رہا بن گیا جس نے جلوہ گروں کے تمام ستپ ہڑپ کر لئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر ہجرت کے لئے نکلے۔ تو فرعونی لشکر اطلاع ملنے پر آپ کا تعاقب کرنے لگا۔ جب آپ دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے تو دریا سے پار اترنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ دشمن کا لشکر پہنچا چاہتا تھا۔ قوم پریشانی میں مبتلا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ خشک راستے بن گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ساتھ لے کر بائیں دریا پار کر گئے۔ جبکہ فرعون اور اس کا لشکر جب ان راستوں پر چلتا ہوا دریا کے درمیان پہنچا تو پانی آپس میں مل گیا۔ اس طرح فرعون اور اس کا لشکر پانی میں غرق ہو گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کی قوم صحرائے سینا میں محو سفر تھی کہ پانی کی قلت ہو گئی۔ آپ نے خورب کی پہاڑی پر اپنے عصا سے ایک ضرب لگائی تو اس میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

جس کے نشانات آج بھی سیاحوں کے لئے بڑی کشش کا باعث ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا۔ آپ نے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے (اس کی قدرت) کی نشانیوں دے کر بھیجا گیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی صورت بنا تا ہوں۔ پھر اس میں بِأَذْنِ اللَّهِ فَيَكُونُ کی پھونک مارتا ہوں۔ تو وہ (زندہ ہو کر) اڑنے لگتا ہے۔ میں بِأَذْنِ اللَّهِ مار زو اندھے اور برص زدہ کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تم نے جو کچھ کھلیا ہے اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کیا ہے بتا دیتا ہوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوان فارسی میں فرماتے ہیں کہ مجھے بھی روح القدس کی وہی قوت حاصل ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھی اور مجھ سے بھی وہی کام سرانجام ہو رہے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة بدر میں ایک مٹھی بھر ریت کافروں کی طرف پھینکی تو وہ ریت ما فوق الاسباب قوت سے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچ گئی۔ جس سے ان کی آنکھوں میں جلن پیدا ہو گئی۔ وہ خوف زدہ ہو گئے اور ان پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ قولہ تعالیٰ - وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ يٰۤاَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - جو ریت آپ نے پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی پھینکی ہے۔

غزوة احد میں ایک صحابی کی تلوار لڑتے ہوئے ٹوٹ گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کجور کی ایک شلخ جس کا ایک سرا تلوار کی طرح طڑا ہوا

تھا۔ اس صحابی کو عطا کردی جو مافوق الاسباب قوت سے تلوار جیسا کام کرنے لگی جس سے انہوں نے کئی کافروں کے سر قلم کر دیئے۔

غزوہ تبوک کے لئے جب اسلامی لشکر روانہ ہوا تو شدید گرمی کا موسم تھا اثنائے سفر پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ صحابہ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچا کھچا پانی اکٹھا کیا جائے۔ اس طرح ایک پیالہ پانی جمع کیا گیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پانی کے اس پیالہ میں رکھ دیا۔ اسم اللہ کی مافوق الاسباب قوت کے تصرف سے صحابہ نے دیکھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ جس سے اہل لشکر نے بھی سیر ہو کر پانی پیا۔ خلی چھاگئیں پانی سے بھر لیں اور اپنی سوازیوں کو بھی پیٹ بھر کر پانی پلایا۔

(ii) مافوق الاسباب قوت سے مافوق الاسباب تصرف : حضرت

سلیمان علیہ السلام نے ایک روز اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سے کون ملکہ سبا کا تخت (جو ملکہ سبا کے دربار میں تین سو میل دور موجود تھا بہت وزنی اور ہیرے جو اہرات سے مزین تھا) میرے دربار میں حاضر کر سکتا ہے۔ ایک جن کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی یا نبی اللہ میں طاقتور بھی ہوں اور لہنت دار بھی ہوں۔ جب تک آپ حسب معمول اپنے دربار میں تشریف فرما ہیں۔ اتنے عرصہ میں وہ تخت آپ کے رومہ پیش کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ بہت دیر ہے مجھے اس سے بھی پہلے چاہئے۔ تو آصف بن برخیا جو علم الکتاب کے عالم و عامل تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا نبی اللہ۔ طُرْفَةُ الْعَبَّاسِ میں یہ تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں۔ پس ایسا ہی ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ملکہ سبا کا تخت دربار میں موجود تھا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قرآن مجید نے فرمایا۔ **يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِمْ** آپ ﷺ ان پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

وَيُرَكِّبُهُمْ.... آپ ﷺ ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ آپ ﷺ ان کو علم الکتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

وَالْحِكْمَةَ.... اور حکمت یعنی (شریعت) سکھاتے ہیں۔
علم الکتاب تصرفات کا علم ہے۔ جس کی تعلیم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھی دی۔ جب کفار نے رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شنق القمر طلب کیا تو آپ ﷺ نے انگشت شہادت اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر کوہ ابو قیس کی دونوں طرف نظر آنے لگا اور دوبارہ آپس میں مل گیا۔ امریکی خلا باز جب چاند پر اترے تو انہوں نے دیکھا کہ چاند کے درمیان مسلسل ایک دراڑ کا نشان موجود ہے۔ جب یہ بات سائنس دانوں کے علم میں لائی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ دراڑ شہاب ثاقب کی بارش سے پیدا ہو گئی ہے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے غروب ہوتا ہوا سورج واپس پلٹ آیا اور نماز عصر کے وقت پر رک گیا۔ حتیٰ کہ حضرت

علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا کر لی۔

روایت ہے کہ مدینہ الرسول اور قرب و جوار کے علاقہ میں قحط سالی کا زور تھا۔ بارش نہ ہو رہی تھی۔ حضور پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی نے اٹھ کر عرض کی يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خشک سالی کی وجہ سے ہم برباد ہو گئے۔ ہمارے ڈھور ڈگر بھوکے مرنے لگے۔ ہماری فصلیں سوکھ گئیں۔ ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمادیئے۔ آسمان پر ایک بھی ہلہل کا ٹکڑا موجود نہ تھا کہ اچانک ہلہل اٹھ آئے اور بارش ہونے لگی۔ حضور پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب منبر مبارک سے نیچے اترے تو آپ کی داڑھی مبارک بارش کے قطرات سے تر تھی۔ اور بارش مسلسل آٹھ روز تک ہوتی رہی۔

علم الکتاب یعنی علم تصرفات کی برکت سے ہی حضرت عمر فاروقؓ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ کے درمیان اپنے فوجی سالار ساریہ کو تین سو میل دور میدان جنگ میں۔ ”يَا سَارِيهَ اِلَى الْجَبَلِ“ یا ساریہ پہاڑ کی جانب دیکھے دشمن حملہ آور ہو رہا ہے۔ یہ آواز ساریہ نے سن بھی لی اور اس پر عمل بھی کیا۔ معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ میدان جنگ کو دیکھ بھی رہے تھے اور حکم بھی فرما رہے تھے۔

افریقہ میں قیوان کے مقام پر ایک بہت گھٹا جنگل موجود تھا۔ جس میں ہر قسم کے درندے، چرندے، پرندے اور حشرات الارض موجود تھے۔ مسلمان

فوجی سالار نے جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر بلند آواز سے حکم دیا کہ تین روز کے اندر جنگل خالی کر دیا جائے کیونکہ مسلمان وہاں فوجی چھاؤنی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس حکم پر عمل کیا گیا۔ شیر اور ہرن اپنی جان کے خوف سے اکٹھے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ تین دن کے اندر اندر تمام جنگل خالی ہو گیا۔ مشہور ہے کہ عمر سروردیؓ اپنے بھتیجے شہاب سروردیؓ کو سید عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی یا غوث پاک میرا یہ بھتیجا علم الکلام کا بڑا شیدا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں تاکہ اس کے دل میں دین کی رغبت پیدا ہو جائے۔ غوث پاکؒ نے شہاب سروردیؓ سے پوچھا کہ اسے علم الکلام کی کتنی کتابیں یاد ہیں۔ انہوں نے عرض کی بیس کتابیں زبانی حفظ ہیں اور ان کے نام بھی گنوا دیئے۔ غوث الاعظمؒ نے فرمایا ذرا میرے قریب آئیں۔ جب وہ آگے بڑھے تو آپ نے اپنے داسنے ہاتھ سے شہاب سروردی کے سینہ پر چھکی دی اور انہیں حکم دیا کہ علم الکلام کی کسی کتاب سے کچھ پڑھ کر سنا لیں۔ شہاب الدین سروردی حیران و ششدر رہ گئے کہ انہیں کسی کتاب کا ایک حرف بھی یاد نہیں رہا۔ عرض کی غوث پاک: مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔ آپ نے اس کا ظاہری علم سلب فرما لیا اور دوبارہ اپنے دست مبارک کی چھکی شہاب سروردی کے سینہ پر دی اور فرمایا تم اپنے وقت کے شامسوار مردوں میں سے ہو گے۔ پس بعد ازاں شہاب الدین سروردی نے سلسلہ تصوف میں سروردی سلسلہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت سلطان باہوؒ کی خدمت میں ایک سفید پوش مظلوم الحال شخص اپنی بیٹی کی شادی کے لئے کچھ مالی ادوا لینے کے لئے حاضر ہوا لیکن

آپ کو بل چلاتے دیکھ کر پریشان ہو کر واپس ہونے لگا تو سُلْطَانُ الْعَارِفِيْنَ ﷺ نے اس شخص کو آواز دے کر واپس بلایا اور اس کی آمد کا مقصد پوچھا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ لیل سلوات سے تعلق رکھتا ہے۔ ملی لدلو کے لئے حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ کو خود محنت کرتے دیکھ کر مایوس ہو کر واپس لوٹ رہا تھا۔ سُلْطَانُ الْعَارِفِيْنَ ﷺ نے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر کھیت میں پھینکا تو سب مٹی سونا بن گئی۔ آپ نے فریلا شاہ صاحب جتئی ضرورت ہے اتنا سونا اٹھالیں۔

نظر جنہاں دی کیا اوہ سونا کرے جھٹ

علم لدنی سے تصرف : (موسیٰ علیہ السلام) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر علیہ السلام) سے ملے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اسے علم لدنی سکھایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے بھی وہ علم رشد سکھادیں گے جو آپ کو (مخائب اللہ حاصل ہے) (خضر علیہ السلام نے کہا)۔ آپ میرے ساتھ (میرے کاموں پر) مبرنہ کر سکیں گے۔ اور آپ اس بات پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جس کے (نتیجہ) کو آپ کا علم محیط نہیں۔ علم لدنی وہ علم رشد ہے جو مخائب اللہ براہ راست اللہ کے بندوں کے سینہ میں نازل کیا جاتا ہے۔ اس میں دینی رہنمائی کے احکام اور بعض اوقات کسی کام کو کرنے کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔ جس کے نتائج سے بھی اس کو آگہی عطا کروی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے، بچے کو جان سے مار ڈالنے اور دیوار بتائی تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے انجام سے بھی آگاہ تھے۔ موسیٰ علیہ السلام ان تمام کاموں میں ”جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا“

الْإِحْسَانُ” احسان کا بدلہ احسان کے تحت سوچ رہے تھے لیکن ان کی نگاہ ظاہری احسان پر تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کو نوازنا چاہتے تھے اور ان کے احسان کا بدلہ بہتر احسان سے اتارنا چاہتے تھے۔ طلاح کی کشتی کو معمولی نقصان پہنچا کر اسے پلو شاہ کے کارندوں کی دست بند سے بچالیا اور اس کے لئے بہتر اور زیادہ رزق کا ذریعہ بنا دیا۔ خضر علیہ السلام نے جس بچے کو جان سے مار ڈالا تھا۔ اس کا باپ بہت نیک اور مہمان نواز تھا۔ یہ بچہ جوانی کے عالم میں اپنے باپ کی شہرت اور نیک نامی کو نقصان پہنچاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک امت واپس لے لی اور اسے ایک نیکو کار بچہ عطا کر دیا۔ اس طرح اس شخص کی مہمان نوازی کا احسان ایک بری چیز لے کر اچھی چیز عطا کر کے اتار دیا۔ جن یتیم بچوں کا خزانہ ۷ دیوار دفن تھا۔ ان کا باپ عبودت گزار اور یتیمی کی سرپرستی کرنے والا تھا۔ اس نے اپنے بچوں کی کفالت کے لئے ایک خزانہ زیر دیوار دفن کر رکھا تھا۔ دیوار خستہ ہو کر گر رہی تھی اور قریب تھا کہ وہ دفینہ ظاہر ہو جاتا اور گلوں کے فاسق و فاجر ظالم لوگ اسے خرید کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی یتیم پروری کا احسان اتارنے اور بہتر اجر عطا کرنے کے لئے دو پیغمبران عظام سے وہ دیوار دوبارہ تعمیر کروا دی، اور اس کے یتیم بچوں کے بل کی حفاظت فرمادی۔ ان تینوں واقعات میں حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کام کئے جن سے اللہ تعالیٰ نے ”احسان کا بدلہ احسان“ کے تحت احسان سے بڑھ کر بدلہ عطا فرمایا۔

جن لوگوں کو علم لدنی عطا کیا جاتا ہے۔ وہ تلمیذ الرحمن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ”أَدْبِنِي“

رتی۔“ مجھے میرے رب نے لوب کی تعلیم دی۔

حضور پاک ﷺ کی امت میں بے شمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے نواز رکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ ”رَبِّ شَرِّحْ لِي“ صَلُّوْا عَلَيَّ“ اے میرے رب مجھے شرح صدر عطا کرے کی دعا کرتے لیکن حَضْرُوْا بِاَكْ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے متعلق رب کریم نے فرمایا۔ قَوْلُهُ تَعَالٰى - ”اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ“ کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کر دیا۔ یہ علم لدنی کی انتہا ہے۔ جس میں حضور پاک صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو احکام الہی کا علم اور ان کے انجام کی خبر ہو جاتی تھی۔ حضور پاک صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں ایک شخص بڑا نمازی، عبد، زاہد، مجاہد، غازی تھا۔ ایک روز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ جنسی جا رہا ہے۔ صحابہؓ کو اس کی ظاہری زندگی کے نیک اعمال کے باعث یہ بات سن کر بڑی پریشانی ہوئی۔ تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص میدان جنگ میں لڑتا ہوا شدید زخمی ہو گیا۔ تکلیف کی شدت سے گھبرا کر اس نے خودکشی کر لی اور جنسی بن گیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس کے ظاہری اعمال پر نہ تھی۔ بلکہ حقائق پر تھی۔

سلطان العارفین بھی علم لدنی یعنی علم رشد کی تعلیم دیتے ہیں۔ رحلہ دومی شریف کے شروع میں فرمایا۔ ”بِدَانُ اَرْشَادِكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الدَّارِیْنِ“۔ جن لو! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان کا رشد عطا فرمائے۔ یا اللہ ہمیں بھی علم لدنی سے

حصہ عطا فرما۔

احسن الخالقین نے بنی آدم کو پانچ ظاہری اور پانچ باطنی حواس سے نوازا ہے۔ ان حواس کو حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کہتے ہیں۔ ظاہری حواس تو حیوانات کو بھی عطا کئے گئے ہیں لیکن باطنی حواس حضرت انسان سے مخصوص ہیں۔

حواس خمسہ ظاہری حسب ذیل ہیں۔

(۱) حس باصرہ دیکھنے کی قوت

(۲) حس سامعہ سننے کی قوت

(۳) حس شلدہ سونگھنے کی قوت

(۴) حس لامسہ چھونے کی قوت

(۵) حس ذائقہ چکھنے کی قوت

نفیات کے ماہرین نے چند دوسری حسی قوتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو انہی حواس خمسہ کی اضافی اور متعلقہ قوتیں ہیں۔

(۱) حس باصرہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں عطا کی ہیں۔ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک پینا آنکھیں دوسرے روشنی۔

حصول علم کا ذریعہ جملہ حواس خمسہ ہیں۔ لیکن ہمارے علم کا اسی فیصد آنکھوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ روشنی بصارت کا ہیج ہے۔ جو برقی مقناطیسی لہروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

یعنی لوگ اپنی ظاہری آنکھوں سے دُور دُنگروں کی طرح دیکھتے ضرور

ہیں لیکن ان سے وہ فائدہ حاصل نہیں کرتے جس سے کردار کی تکمیل، معاشرہ کی بہتری اور اللہ کا تعلق مضبوط ہو جائے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید نے قوت سماعت رکھنے کے باوجود بہرے اور دیکھنے کی طاقت ہونے کے باوجود اندھے کہا ہے۔ (سورۃ نمل ۸۰-۷۹) ”آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی میں ہدایت کی راہ دکھانے والے ہیں۔ آپ تو صرف انہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں۔ پھر وہ مانتے (بھی) ہیں۔“ جو لوگ آنکھوں سے دیکھ کر بھی برائی کو برائی نہیں جانتے اور نہ ہی اس کو ہاتھ سے روکتے۔ نہ ہی زبان سے برا کہتے ہیں۔ اور نہ ہی دل میں برا جانتے ہیں وہی لوگ حد سے گزر جانے والے بے حس مردے بہرے اور بے بھر ہیں۔ ایسے لوگوں کی اچھائی اور برائی کو محسوس کرنے والی حس مردہ اور زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ تدرت کللہ سے ان کے حواس ظاہری میں سے کلن اور آنکھ اور باطن میں ان کے قلوب پر مر لگ جاتی ہے کہ دوبارہ ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ قولہ تعالیٰ - خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَلِيمٌ۔ ان کے قلوب ان کی قوت سماعت پر مہر اور ان کی آنکھوں پر (بے حس) کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے عذاب الیم (تیار) ہے۔

آنکھوں کی ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ اللہ کے بندوں کو اسم اللہ کے تصور سے ایک باطنی آنکھ اور نور بصیرت بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ جسے سانس کی آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔ جب اسم اللہ کا نور اور باطنی آنکھ

کل جاتی ہے تو طالب اللہ اپنے باطن میں پوشیدہ اسرار اور غیب الغیب میں جھانکنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ وہ تمہارے نفس میں موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں۔

جب ظاہری اور باطنی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں تو ظاہری آنکھوں کو بند کرنے کی بھی حاجت باقی نہیں رہتی۔ حَضُورِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج پر جاتے ہوئے راستہ میں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور بیت المقدس میں جملہ انبیاء کرام کی نماز میں امامت فرمائی اور امام الانبیاء کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ کے دوران اپنے فوجی کمانڈر ساریہ کو تین سو میل دور دیکھ لیا اور اپنی آواز پہنچا کر اسے حکم بھی دے دیا۔

تصور اسم اللہ کی کثرت سے جب نگاہ کیمیا اثر ہو جاتی ہے تو طالب اللہ ان دو مصرعوں کا مصداق بن جاتا ہے۔

- نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (اقبل علیہ)

- اک نگاہ بے عاشق نکلے لکھ ہزاراں تارے ہو (باہو علیہ)

(۲) حس سامعہ: سماعت کی حس ہے جس کا عضو حس کلن ہے۔ یہ سننے کا آلہ ہے۔ اندھیرے میں جب آنکھیں کام نہیں کرتیں تو کلن آواز کی لہروں کو کچھ کر لیتے ہیں۔ اس آواز کی سمت کا اندازہ لگا لیتے ہیں اور مختلف آوازوں میں واضح فرق بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ ہمارے کانوں کے اندر ایک باطنی پوشیدہ قوت سماعت بھی موجود ہوتی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ آواز ہم تک لہروں کی صورت سفر کر کے پہنچتی ہے۔ روز الست سے آج تک کی آواز کی لہریں جو صدیوں پر محیط عرصہ میں متحرک

ہو کر ہوا میں ساکن ہو چکی ہیں۔ ان آوازوں کو دوبارہ سنا جاسکتا ہے۔ جب باطنی کلن اسم اللہ کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں تو دور و نزدیک کی آوازوں کو بخوبی سنا جاسکتا ہے۔ ”ہم نے سلیمان علیہ السلام کو داؤد علیہ السلام کا وارث بنایا۔ (آپ نے فرمایا) اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر

چیز میں سے ہمیں نعمت کا حصہ بھی عطا ہوا ہے۔ بے شک ہم پر (اللہ کا ظاہر) فضل ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں، آدمیوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور وہ (لشکر گاہ) میں روکے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز (حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر) کا گزر چیونٹیوں کی وادی میں ہوا۔ چیونٹیوں کی (سردار) بولی۔ اے چیونٹیاں! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ کیسے بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر تمہیں پھیل نہ ڈالیں۔ یہ بات سن کر (سلیمان علیہ السلام) مسکرائے بھی اور ہنس بھی پڑے۔ اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اسلحہ کا شکر ادا کروں۔ جو تو نے مجھ پر میرے والدین پر کئے۔ اور یہ کہ میں عمل صالح کروں۔ جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں شامل کرے۔“ (پ ۱۹ سور نمل ۱۸-۱۷)

(۳) حس شامہ : اللہ تعالیٰ نے ناک کو حس شامہ یعنی سونگھنے کی قوت عطا کی ہے۔ جس سے ہم خوشبو، بدبو محسوس کرتے ہیں۔ حس شامہ میں صرف سونگھنے سے ہی بہت سی باتوں کی ماہیت کا علم ہو جاتا ہے۔

فقیر جب پاس انفاں کرتا ہے تو ناک کے ذریعے تین چیزوں کو بیک وقت اپنے وجود میں جذب کر لیتا ہے۔ آکسیجن جو ہمارے جسم کو طاقت اور زندگی بخشتی ہے۔ خوشبو جو ہمارے دماغ کو معطر اور دل کے سرور کا باعث بنتی ہے۔

اسم اللہ کا نور جو دائمی حیات اور زندگی قلب اور پلیدی روح کا ذریعہ بنتا ہے۔ ناک کے راستہ سے دم کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ سُلْطَانُ الْعَارَفِينَ عقل بیدار میں فرماتے ہیں۔ ”دم ہی طریق ہے۔ دم ہی توفیق ہے۔ دم ہی دریائے عمیق ہے۔ دم ہی تصدیق ہے۔ اور دم ہی غریق ہے اور دم ہی زندگی بھی ہے۔ اگر دم کی نہ کو پہنچ کر اس کی حقیقت حاصل کر لے تو اس میں یہ قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ ایک دم میں توجہ کے تصرف سے اٹھارہ ہزار عالم کی روحانیت کو نظر میں لاسکتا ہے۔“

حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سانس کتنی کے ہیں۔ جو دم بغیر ذکر اللہ خارج ہوتا ہے وہ مردہ ہے۔

عجے جو دم غافل سو دم کافر سانسوں مرشد امہ فرمایا ہُو دم کے گھوڑے پر سوار ہو کر فقیر، فنا، بقاء اور حضوری مجلس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جس شخص کا دم ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنا دم کسی بھی ولی اللہ سے ملا کر توجہ سے روحانی فیض حاصل کر لیتا ہے۔ بعض زندہ دم اپنا دم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا کر جملہ علوم حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا کر بارش حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملا کر اگر کسی دشمن کے دم کو قبض کر لیں تو وہ شخص آن واحد میں جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ اگر اپنے دم کو اسرائیل علیہ السلام سے ملا کر کسی آبادی پر توجہ کرے تو وہ ایسی بریلو ہو کہ قیامت تک آباد نہ ہو۔ ایسا شخص اپنے دم کو اسم اللہ سے پکڑے اور طالب اللہ کے دم کو بھی ساتھ شامل کر لے تو اس کا دم بھی زندہ ہو جائے۔ اگر اپنے دم کو اہل القبور روحانی سے ملا لے تو اس سے بغیر زبان ہم کلام ہو جائے اور بغیر

کانوں کے اس کا کلام سن لے۔

جس طرح ہم گلاب کا پھول سوگندہ کر اس کی خوشبو سے اپنے جسم و جان کو معطر کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض فقیر کتاب کو سوگندہ کر ہی اس کی روحانیت سے فیض یاب ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید پارہ ۳۳ سورہ یوسف آیت (۸۳ و ۹۰ تا ۹۳) اور حضرت (یعقوب علیہ السلام) نے (اپنے بیٹوں) سے منہ پھیرا اور کہا ہائے الفوس یوسف علیہ السلام کی جدائی پر۔ اور (یعقوب علیہ السلام) کی آنکھیں (یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں رو رو کر) سفید (بے نور) ہو گئیں..... (مصر میں یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے) کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ میرا یہ کرتے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ ان کی آنکھیں (روشن) ہو جائیں گی۔ اور اپنے اہل خانہ کو میرے پاس (مصر) میں لے آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ اگر تم مجھے سٹھیا گیا نہ کہو (تو میں کہوں) بے شک مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس طرح یعقوب علیہ السلام کی قوت شامہ نے کنعان میں بیٹھے ہوئے تین سو میل دور مصر میں اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سوگندہ لی۔ بس جس فقیر کا دم زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی قوت شامہ بھی تیز ہو جاتی ہے۔ وہ ہر قسم کے تصرفات میں کمال ہو جاتا ہے۔

(۴) حس لامسہ : چھونے کی قوت ہمارے وجود کی جلد چھونے کا عضو حس ہے۔ ہم چھو کر گرمی، سردی، نرمی، کھردرا پن، چھین، گدگدی، درد، خارش، چکناہٹ وغیرہ کا احساس کر لیتے ہیں۔ اندھوں کو تعلیم بھی حس لامسہ

کے اصولوں پر بنائے گئے حروف سے دی جاتی ہے۔ سانپ کے کان نہیں ہوتے وہ کھل میں موجود حس لامسہ سے آواز کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے اور اس کی حس لامسہ اتنی قوی ہے کہ جس انسانی کی حس سامعہ غیر معمولی ہو اسے سانپ کے کانوں والا کہتے ہیں۔

حَضُورِ پَاکِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر جب قرآن مجید کی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے لکھوا کر محفوظ کر لیتے اور اس کی ترتیب بھی خود ہی بتا دیتے۔ اسی لئے قرآن مجید کی ترتیب نزولی اور قرآن مجید کی موجودہ ترتیب مختلف ہے۔ بہر حال قرآن مجید اپنی زیرِ زیرِ تکبِ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل فرمایا گیا۔ قوله تعالیٰ - انا له كَحَافِظُونَ۔ ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید لکھنے والوں کو کتاب وحی کہا جاتا۔ بنو امیہ کا ایک شخص مروان بن حکم بھی کتاب وحی تھا۔ جب سورہ آل عمران نازل ہوئی تو اس نے وحی کے الفاظ تبدیل کر کے آل مروان لکھ دیا۔ حَضُورِ پَاکِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب اس وحی پر اپنا ہاتھ پھیر کر دیکھا تو ایک حرف سخت ناموس اور خلاف وحی محسوس ہوا۔ جب ایک دوسرے صحابی سے پڑھا کر سنا تو حَضُورِ پَاکِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر مروان کی خیانت اور خباثت ظاہر ہو گئی۔ حَضُورِ پَاکِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس حرف کی تصحیح کروادی اور مروان کو مدینہ منورہ سے چھ فرسخ دور شہر بدر کر دیا۔ صدیق اکبر ﷺ اور عمر فاروق ﷺ نے اپنے اپنے عہد خلافت میں مزید چھ چھ فرسخ دور کر دیا۔

جب وجود پر مشق وجودیہ کی کثرت سے اسم ذات کی تاثیر ہو جاتی ہے تو وجود کی حس لامسہ ہوا میں موجود پیغام کو بھی محسوس کر لیتی ہے اور سن لیتی

(۵) نَحْسُ ذَائِقَةٍ : زبان ذائقہ کا عضو حس ہے۔ جس سے ہم مختلف کھانوں کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لعاب دہن اور کسی چیز کے ذرات جب منہ میں جا کر ملتے ہیں تو زبان ان کا ذائقہ محسوس کر لیتی ہے۔ زبان جو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے قدرت کلمہ کے تصرف اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست دلیل ہے۔ زبان کی سامنے کی نوک بیٹھا ذائقہ ظاہر کرتی ہے۔ زبان کا پچھلا حصہ کرواہٹ محسوس کرتا ہے۔ زبان کے کنارے ترشی اور زبان کا اوپری حصہ نمکین ذائقہ بیان کرتا ہے۔

زبان کلام اور بیان کا بھی ذریعہ ہے۔ زبان سے اچھا یا براہم کلام کیا جاتا ہے۔ حَضُورِ پَاکِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنی زبان پر قابو پالیا وہ فلح پاکیزہ دانوں کا کتا ہے۔ کہ زبان کو دانوں کے حصار میں قید کیا گیا ہے اور کانوں کو کھلا رکھا گیا ہے۔ اس لئے کلام کم کرنا چاہئے اور فصاحت کو زیادہ سنا چاہئے۔

زبان ذکر اللہ کا بھی ذریعہ ہے۔ زبانی ذکر سے زبان پر تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص مخلوق خدا کے فائدہ کے لئے جب پھونکتا ہے تو مختلف بیماریوں میں شفا ہونے لگتی ہے۔

جس طالب مولیٰ کی زبان کا باطنی نورانی لطیفہ اسمائے ذات، کلمات طہیبات اور اسم فقر کی مشق مرقوم سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان سُیْفِ الرَّحْمٰنِ ہو جاتی ہے وہ جس کام کو کتا ہے وہ دیر سویر اپنے وقت پر ضرور پورا ہو جاتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کے لئے کسی کمال سے اجازت حاصل کی جائے۔

جب ہم کسی قسم کا کلام کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے جو دماغ میں جا کر حکم اور زبان پر اتر کر الفاظ کا جامہ اوڑھ لیتی ہے لیکن اللہ کا فقیر ایسے ہوا کے کلام سے فارغ ہوتے ہیں۔

قوله تعالیٰ - وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ میرے محبوب نبی ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ ایسی حالت میں فقیر حضوری معرفت اور قرب خدا سے کلام کرنے لگتا ہے۔ سُلْطٰنَ الْعٰرَفِیْنَ نے فرمایا۔

آنچه گویم نہ گویم از ہوا در حضوری معرفت قرب از خدا

کہ رہا ہوں جو بھی میں اس میں نہیں خواہش ذرہ ہے حضوری معرفت قرب خدا کا یہ کلام

حواس خمسہ ظاہری ہمارے حصول علم کا ذریعہ ہیں۔ جس پر عقل حکمران ہے جو سود و زیان نفع نقصان کے فیصلے کرتی ہے۔ جب وجود انسانی پر نفس لامارہ کی حکومت ہوتی ہے تو حواس خمسہ فضائل رذیلہ سے لذت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ شہوات، زیب و زینت، ہر قسم کے گانے اور رنگارنگ کھانے پھانے لگتے ہیں۔

حرص، حسد، لالچ کو وہ اپنا لیتا ہے۔ ظلم و ستم، خواہشات، منہیات کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنا لیتا ہے۔ اس کے دل پر خناس خطر طوم و سواس ذاہمت کے لشکر اپنے قلعے اور پناگاہیں بنا لیتے ہیں اور انسان قعر مذلت میں گر کر حیوان بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ نیکی بدی کا احساس مرود ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص جب کبھی اپنی گناہ و معاصی سے پر زندگی سے کراہیت اور ندامت محسوس کرتا ہے اور اسے منجانب اللہ توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے تو اسے کسی اللہ کے نیک بندے کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔ جو اسے سب سے پہلے حواس

خمسہ ظاہری پر پاندیاں عائد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

حواس خمسہ باطنی

(۱) حس مشترک

(۲) حس متخیلہ

(۳) حس مدرکہ

(۴) حس واہمہ

(۵) حس شعور

(۱) حس مشترک : ہم جو کچھ بھی حواس خمسہ ظاہری سے حاصل کرتے

ہیں۔ وہ ہمارا علم ہے جو حس مشترک میں ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک سیب

کو آنکھوں سے دیکھ کر ناک سے اس کی خوشبو سونگھ کر کانوں سے سیب کا نام

سن کر۔ ہاتھوں سے چھو کر اور زبان سے اس کا ذائقہ محسوس کر لیتے ہیں۔

اس طرح ہمیں سیب کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے اور اس کی جملہ خصوصیات

کا ریکارڈ حس مشترک میں جمع ہو جاتا ہے۔ اب ہم کئی سال کے بعد بھی سیب

کی یادداشت کو Recall کر سکتے ہیں۔ حس مشترک کی کلید عقل ہے۔ جو

سودزیان، نفع و نقصان کے فیصلے کرتی ہے۔ ہمیں پوری طرح علم ہے کہ جب

کسی واقعہ کی ویڈیو فلم بنائی جاتی ہے تو آواز اور حرکت و سکنت کی فلم بن

جاتی ہے۔ اسی طرح ہر شخص کی ایک فلم کرنا "کاتین بھی تیار کر رہے ہیں۔

اس میں تین چیزیں ریکارڈ ہوتی ہیں۔

(۱) آواز (۲) نوٹو (۳) ہیئت

مثلاً کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کی آواز حرکت و سکنت کے علاوہ یہ

بات بھی ریکارڈ ہو جائے گی کہ اس کی نماز خلوص پر مبنی تھی یا ریا کاری پر خدا
کے لئے تھی یا لوگوں کے دکھلوے کے لئے۔

جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے ہر لمحہ کو ہماری ہر حرکت کو ہماری
پس پردہ نیت کو، سوتے جاگتے ریکارڈ کیا جا رہا ہے تو پھر ہم گناہوں پر اتنے دلیر
کیوں ہیں۔ ہمارے ہر عمل کا حساب لیا جائے گا۔ جبکہ ہمارا کوئی سفارشی کوئی
مددگار نہ ہوگا۔ ہر ماں اپنی اولاد تک کو بھول جائے گی۔ نفسا نفسی کا عجب عالم
ہوگا۔ مجرموں کو دوزخ کی آگ کی طرف کھیٹتے ہوئے لے جائیں گے۔ ہر
شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی۔ کرنا "کاتین کی تیار کردہ فلم ہماری بد اعمالیوں کی
گواہ ہوگی۔ اس روز ہمارے ہاتھ پاؤں ہی ہمارے خلاف گواہ ہوں گے۔ چاند
سورج بے نور ہو جائیں گے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ صرف انبیاء
کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا نور جو انہوں نے دنیا میں اسم اللہ کی
برکت سے حاصل کیا ہوگا وہ ان کے سامنے ان کے داہنے ان کے ساتھ چلتا
ہوگا۔

اندھیری رات، پرخطر راہ مسافر تنہا کیسے منزل پر پہنچے گا۔ آئیے ہم
اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لیں۔ اپنے طور طریقے بدلیں۔ اپنے گناہوں کی سچے
دل سے معافی مانگیں۔

گناہ تین اقسام کے ہیں

(۱) اللہ کے گناہ یعنی حقوق اللہ

(۲) بندوں کے گناہ یعنی حقوق العباد

(۳) مخلوق خدا کے گناہ یعنی حقوق المخلوق

(۱) اللہ کے گناہ یعنی (حقوق اللہ): یہ گناہ بھی دو طرح کے ہیں۔

(۱) پہلی قسم کے گناہ ظلم کہلاتے ہیں: مثلاً (۱) اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے ذاتی علم، ذاتی علم غیب، ذاتی تصرف کا عقیدہ رکھنا (۴) کبر اختیار کرنا۔

(۲) دوسری قسم کے گناہ (فرائض میں کوتاہی): اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنا اپنے آپ کو مسلمان کہلانا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھ کر بھی نماز لو نہ کرنا۔ حلالانہ نماز بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ روزے نہ رکھنا حلالانہ روزہ پاکیزگی جان ہے تقویٰ کا ذریعہ ہے۔ صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ ادا نہ کرنا حلالانہ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے۔ حج کی استطاعت رکھنے کے بلوجود حج لو نہ کرنا حلالانہ حج سلامتی ایمان کا ذریعہ ہے۔

(۲) بندوں کے گناہ یعنی حقوق العباد: یہ گناہ بھی دو قسم کے ہیں۔

(۱) کبائر الاثم، یعنی گناہ کبیرہ (۲) نفس کے گناہ

(۱) گناہ کبیرہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قتل عمد (۲) ڈاکہ زنی اور قتل (۳) چوری (۴) دھوکہ دہی (۵) لوگوں کا مال بدینتی سے ہضم کر لینا۔ (۶) بیانی اور بیواؤں کا مال غصب کر لینا۔ (۷) امانت میں خیانت کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔

ان گناہوں کو جرائم کہا جاتا ہے۔ جس کی سزا حکومت مجرموں کو دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص دنیا میں ہیر پھیر چلائی سے عدالت کو دھوکہ دینے میں

کاپیاب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایسے مجرموں کو لازمی طور پر سزا دی جائے گی۔

(۲) کبیرہ گناہوں کی دوسری قسم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فواحشت سے تعبیر کیا ہے۔ (۱) زنا (۲) شراب نوشی و منشیات کا استعمال (۳) جواہ کھیلنا (۴) پاستے کے تیر۔ سو ایسے گناہوں کی سزا دنیا میں حکومت بھی دیتی ہے اور اپنی چالاکوں سے بچ جانے والا شخص آخرت میں اپنے کرتوتوں سے آگاہ بھی ہو جائے گا اور اسے سزا بھی مل جائے گی۔

(۲) نفس کے گناہ

(۱) حرص (۲) حسد (۳) لالچ (۴) زہب و زینت (۵) خواہشات بے پیمانہ یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ علاوہ ازیں نفس کے دوسرے گناہ (۱) جھوٹ (۲) ریاکاری (۳) فہیت (۴) چٹلی (۵) بدعت (۶) والدین کی بے لوبی (۷) ہسلیہ سے بد سلوکی (۸) لوگوں سے بد زبانی بد ظنی (۹) معاملات میں خرابی (۱۰) بد عمدی وغیرہ ہیں۔

(۳) اپنے زیر دستوں کے گناہ

(۱) جو شخص آپ کا ماتحت ہے۔ آپ کا زیر دست ہے۔ اس کے ساتھ بد خوئی تندی اور اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا اسے بلاوجہ برا بھلا کہنا بھی گناہ ہے۔

(۲) بعض لوگ حیوانت سے غیر انسانی سلوک کرتے ہیں۔ انہیں خوراک کم دیتے ہیں۔ ان کو بلاوجہ مار پیٹتے کرتے ہیں۔ ایک صاحب حیوانت خرید کر لاتا

(۱) اس گناہ کو ترک کر دے (۲) جو گناہ کیا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی محسوس کرے۔ (۳) پختہ عزم کر لے کہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور مدد طلب کرے۔

کسی نقصان، بیماری، صحت کی خرابی، پر افسوس کرنے کو توبہ نہیں کہتے اور نہ ہی اپنی بد عملی کو بھی جاری رکھنے اور زہان سے توبہ توبہ کہنے کو توبہ کہتے ہیں۔

سابقہ گناہوں پر ندامت کو توبہ اور مستقبل میں ترک معاصی کو اہلیت کہا جاتا ہے توبہ سے مراد واپس آ جانا اور غلط کام کو Undo کرنا ہوتا ہے۔

سچی توبہ کے بعد گناہوں کی معافی کے طریقے

(۱) استغفار کی کثرت گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ قولہ تعالیٰ -
 اَسْتَغْفِرُكَ وَاللّٰهُ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَنْتَ وَاَنْتَ الْيَمِيْنُ۔ قول اور عمل سے کسی قدر انگیزت کی اصلاح کی خواہش اور کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ سے امداد اور حفاظت طلب کرنے کا نام استغفار ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء کرام اور حدیث پاک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے استغفار موجود ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر کثرت سے (رحمت) کی بارش بھیجے گا اور تمہارے بدلے میں لولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔ سورۃ نوح آیت (۱۰-۱۱)

اسی آیت کے حوالہ سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو رزق حلال

لولاد اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لئے استغفار کی تلقین کیا کرتے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں عرض کی۔ اے میرے رب، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اگر تو مجھے معاف نہ فرما دے اور مجھ پر رحم نہ فرما دے تو میں گھانا پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

(۲) نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں: قولہ تعالیٰ - اِنَّ الْحَسَنَاتِ يَذْهَبُ السَّيِّئَاتِ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورہ ہود آیت ۱۲)۔ پس سخاوت بخل کو، رشک حسد کو ذکر اللہ غفلت کو۔ خوش اخلاقی بد اخلاقی کو، سچ جھوٹ کو، محبت دشمنی کو نکاح بد بھاری کو، رحم خوف کو، خوف خدا غصہ کو، حلال حرام کو، حیا بے حیائی کو، نرمی سختی کو، صبر مصائب کو، صدقہ بلاؤں کو، نماز برائی کو، تعریف غیبت کو، خاموشی عیب جوئی کو، ایمان بے ایمانی کو حق خوشا بد اور افتراء کو، انصاف بے انصافی کو، فرض سفارش کو، خوف حساب رشوت کو، تواضع شنی کو، مسکینی اتراہٹ کو، عیونت تکبر کو، معافی سزا کو، غنودہ کو، اعتدال فضول خرچی کو، نیکی بدی کو، قناعت حرص کو مٹا دیتی ہے۔ بس سچی توبہ کے بعد استغفار کے ساتھ ایسے نیک اعمال اختیار کرنے چاہئیں جو برائیوں کو محو کریں۔

(۳) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع سے گناہوں کی بخشش
 اگر تم اللہ کی محبت کے دعویٰ دار ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وہ (غفور الرحیم ہے)

(۴) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش سے گناہوں کی معافی
 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو تم کو دے

دیں وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرو۔ اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے وہ رسول (اللہ) کے پاس آئیں اور رسول پاک بھی ان کی بخشش چاہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وہ غفور الرحیم ہے۔

سُلْطَانُ الْعَارِفِينَ ﷺ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد اپنے مرید کا تکیا بن جاتا ہے جو اپنے مرید اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر جتنی بھی اللہ سے گناہ سے بچا لیتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو یہاں الہی (حضرت یعقوب علیہ السلام) کا چہرہ نظر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور یوسف علیہ السلام گناہ سے بچ گئے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ میاں شیر محمد شرتپوری ﷺ کے متعلق بھی مشہور ہے۔

سلطان العارفين ﷺ فرماتے ہیں کہ اول تو کوئی تقویٰ طالب گناہ کرنا نہیں اور اگر بشری تقاضوں کے تحت ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو سلطان الفقراء اپنے مرید کو حضور پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر کر کے اس گناہ کی معافی لے دیتے ہیں۔ جس سے اسے توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ سچی توبہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرنے، رونے اور سجدہ ریزی سے معافی: ”سو کیا تم کلام الہی سن کر بھی تعجب کرتے ہو اور (خوف و عذاب) سے روتے نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو (سورۃ نجم ۶۰-۵۹) (وہ اللہ) کی بارگاہ میں روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کا خشوع بڑھا دیتا ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۰۹) حضور پاک صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب بارگاہ کبریٰ میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو گریہ زاری اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا۔ گویا آپ کے سینہ مبارک میں جوش کی ایک ہڈیا ابل رہی ہے۔

(۶) لیلۃ القدر کی عبادت عمر بھر گناہوں کو مٹا دیتی ہے

قولہ تعالیٰ - ہم نے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے کیا تو جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے افضل رات ہے۔ (سورۃ القدر)

لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی دس راتوں میں پانچ طاق راتوں میں سے ایک رات کی عبادت تراویح چارہا کی عبادت سے بڑھ کر ہے جو عمر بھر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ جس طرح استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید ذکر کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ذَكَرَ اللَّهُ دَرَدِ پاك بھی گناہوں کو محو کر دیتے ہیں۔

(۷) اعمال صالح بھی گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں

جو (کوئی شرک و معاصی) سے توبہ کرے اور ایمان (بھی) لے آئے اور عمل صالح اختیار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ غَفُورٌ الرَّحِيمِ ہے۔ (الفرقان ۷۰) جو عمل خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے قرب وصل اور استغراق فی اللہ کے لئے خلاف نفس کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح کہلاتا ہے۔ ذکر فکر، نماز روزہ حج زکوٰۃ چلہ کشی، تسبیح خوانی، مجاہدہ ریاضت سب کچھ نفس کے

لئے قتل قبول ہے۔ وہ اس طرح حاتی، عالم، بزرگ، سخی اور پرہیزگاری کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے لیکن نفس کو اگر قبول نہیں ہے تو اسم اللہ کے نور میں گم ہوتا قبول نہیں ہے۔ پس فتانی نور اللہ ہی وہ عمل خالص ہے جو خلاف نفس ہے جس سے نفس مردہ، قلب زندہ، روح دیدار نور ربوبیت سے مشرف اور بندہ باخدا ہو جاتا ہے۔ قوله تعالیٰ۔ مَنْ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ جو اپنے رب کی لقاء کا طلب گار ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔

آنکل ویڈیو کا زمانہ ہے۔ فلمیں بنانے والے ہماری آواز اور حرکت و سکنت کو ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ کراما کا تین جو ہمارے اعمال و افعال کی فلم ریکارڈ کرتے ہیں۔ اس میں ہماری آواز حرکت و سکنت اور ہماری نیت بھی ریکارڈ ہو جاتی ہے۔

دنیاوی فلم کو اگر ڈیولپ کرنے سے پہلے روشنی لگ جائے تو وہ فلم واش ہو جاتی ہے۔ سلطان العارفين علیہ کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب اسم اللہ کا تصور قلب پر کرتا ہے۔ اور اس میں سے شعلہ نور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری کو بند کر لیتا ہے تو ایسی حالت میں فرشتے اسم اللہ ذات کی روشنی کی فلم بنانا چاہتے ہیں تو اس طرح عمر بھر کی ریکارڈ فلم نور ذات کی روشنی سے صاف ہو جاتی ہے۔ فقیر کے نامہ اعمال میں نہ کوئی گناہ رہتا ہے نہ ثواب۔

(۲) حس متخیلہ : قوت خیال اللہ تعالیٰ کا انسان کے لئے ایک بہت بڑا عطیہ ہے۔ قوت خیال سے پرواز کر کے ماضی حال اور مستقبل ہر زمانہ کی سیر کی جاسکتی ہے۔ حس متخیلہ کی کلید تصور ہے۔ آپ تصور اور قوت متخیلہ

سے کعبہ مکرمہ میں پہنچ جائیں یا مدینہ منورہ میں۔

شعراء حضرات بھی اسی تخیل کی طاقت سے کام لے کر شعر کہتے ہیں۔ آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں۔

قرآن مجید نے فرمایا ”اے مخاطب تم کو معلوم نہیں کہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے لئے) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (الشعراء ۲۲۸-۲۲۹)۔ اسلام صرف ہامقصد شاعری جس پر عمل بھی کیا جاسکے اور جو اجتماعی ملت اسلامیہ کی ترقی اور سر بلندی کا ذریعہ بھی ہو اس کی اجازت دیتا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال علیہ کا شاعرانہ کلام، اسلام محض خیالی مضامین کی شاعری، جو، ذہنی عیاشی، حیرانی، زہنی باتوں اور بے عملی کا سبق دے ایسی شاعری کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور (شاعری) تو آپ کے شبلیان شان بھی نہیں۔ (سورۃ یسین ۶۹)

اسلام نے تخیل کے گھوڑے کو بھی بے لگام نہیں چھوڑ دیا بلکہ دوسرے اعمال کی طرح قوت متخیلہ کو بھی حدود اللہ کا پابند بنا دیا ہے۔ تصور کیا ہے؟ حضور پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ خیال کر کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ (آنک تراء) اور اگر ایسا تصور تجھے حاصل نہ ہو تو یہ خیال کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے تصور کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) تصور موت : اس تصور سے سکرات موت، کفن دفن، تکیرین کے سوال و جواب، میزان حساب کتب، پل صراط سے گزر کر جنت میں دیدار الہی سے

مشف ہو جاتے ہیں۔

(۲) تصور محبت : اس تصور سے محبوب کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے جس سے طالب کی کچھ ایسی کیفیت ہو جاتی ہے۔

ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تمغلی

صوفیاء تین قسم کے تصورات کی تلقین کرتے ہیں

(۱) تصور اسم اللہ (۲) تصور اسم مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(۳) تصور شیخ۔ ان تینوں تصورات سے قرب الہ۔ قرب محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور قرب شیخ نصیب ہوتا ہے۔ جس سے طالب کو الہام جو اب ہا صواب اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

طالب کو چاہئے کہ قوت متیلہ سے کام لیتے ہوئے وہ تصورات کو اپنی زندگی کا وظیفہ بناتے۔ تصور و تخیل سے ہر نماز خانہ کعبہ میں ادا کیا کرے اور اتیمات میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ سلام روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عاجزانہ کھڑے ہو کر پیش کیا کرے۔ حتیٰ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اسی کیفیت میں تصور کی آنکھ سے دیکھا کرے۔ پس طالب مولیٰ کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قوت خیال کو غزل گوئی، عاشقانہ شاعری پر ضائع کرنے کی بجائے۔ اللَّهُ تَعَالَى اور اس کے رسول کے قرب پر مرکوز کرے۔

(۳) حس مدرکہ : اور اک سے مراد وہ عمل ہے جس سے ہم اپنے ماحول سے آگہی حاصل کرتے ہیں۔

جب عشق سکھاتا ہے تو آپ خود آگہی

کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

حسی معلومات کو منظم کرنے اور ان کی تشریح کرنے کو اور اک کہا جاتا ہے۔ کسی حس کی جان پہچان کا نام اور اک ہے۔ اور اک رجحان کے تلخ ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک شاعر اور ماہر نہایت گلاب کے پھول کا اور اک مختلف انداز میں کرتے ہیں۔

توجہ کلید اور اک ہے۔ جب ہم کسی چیز کا انتخاب کر کے اسے اپنے شعور کے مرکز میں جگہ دیتے ہیں اور جب ہم اس رچھج شے کے معنی اور مفہوم سے آگہی حاصل کر لیتے ہیں تو وہ اور اک بن جاتا ہے۔ توجہ کے بغیر کسی شے کا اور اک حاصل نہیں ہوتا۔

توجہ ایک ذہنی کیفیت ہے اور اس کیفیت کے موضوع ہم اپنے شعور کو ایک شے پر مرکوز کرتے ہیں اور باقی اشیاء کو شعور سے نکل باہر کرتے ہیں۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ توجہ ایک پھیلانی عمل ہے۔ جس کے تحت ہم پورے ماحول میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتے ہیں اور اپنے ماسکیائی شعور کو اس پر مرکوز کر دیتے ہیں۔

توجہ کے دو پہلو ہیں۔

(الف) توجہ کا مثبت پہلو : توجہ کا مثبت پہلو یہ ہے کہ توجہ بہت سی اشیاء میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتی ہے اور اسے ہمارے مرکزی شعور میں لا کر انتہائی واضح اور روشن بناتی ہے۔

(ب) توجہ کا منفی پہلو : توجہ کا منفی پہلو یہ ہے کہ توجہ جب مرکزی شعور

میں لاکر انتہائی واضح کر دیتی ہے تو وہاں موجود باقی تمام اشیاء کو نظر انداز کر دیتی ہے اور انہیں شعور کے مرکز سے غائب کر دیتی ہے۔

”ہمہ او است“ وحدت الوجود میں توجہ مٹتی ہوتی ہے۔ جس میں شعور کی دوسری اشیاء غائب ہو جاتی ہیں اور صاحب توجہ حواس باختہ ہو جاتا ہے جبکہ ہمہ او است در مغزو پوست“ وحدت المقصود میں تصور اسم اللہ ذات شعور کے مرکز میں غالب اور واضح ہو جاتا ہے۔ اور دوسری اشیاء بھی موجود رہتی ہیں لیکن مغلوب ہو جاتی ہیں۔

توجہ کو خطرات و سواس و اہمات ذہنی پریشائیاں، کمزور صحت، شور و غل، ٹکان، عدم دلچسپی، بوسخت تباہ کر دیتی ہیں۔ اسے نفسیات کی زبان میں انحراف توجہ یا اختلال توجہ کہتے ہیں۔ جس سے قوت ارادی کمزور اور توجہ میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے۔ توجہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توجہ ذکر فکر : اس قسم کی توجہ جنت موکلات کو قابو کرنے اور ان سے دنیاوی کام لینے کے لئے جاتی ہے۔ اس قسم کی توجہ کرنے والا دنیا دار مردار کا طلب گار ہوتا ہے۔ ایسی توجہ اور ذکر فکر سے ہزار بار استغفار

(۲) توجہ مذکور : اس قسم کی توجہ الہام کے لئے کی جاتی ہے۔ جس میں ”نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ سے الہام ہونے لگتا ہے۔ ایسی توجہ بھی فقیروں کے لئے بمنزلہ حجاب ہے۔

(۳) توجہ حضور : اس قسم کی توجہ تصور اسم اللہ ذات حضور الحق سے ہوتی ہے۔ جس میں فقیر خدا تو نہیں ہوتا ہے۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ وہ باخدا ہے اللہ ہے اس قسم کی توجہ کی اصل تصور اسم اللہ اور وصل

ذات پر مبنی ہوتی ہے۔ جس فقیر کو اس قسم کی توجہ کی کلید حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے ہاتھ کی تین انگلیوں میں قلم پکڑنے۔ ورد و وظیفہ کرنے، بست در بست تعویذ پر کرنے اور موکلات جنت کی تسخیر کی کیا ضرورت ہے۔ وہ جب کسی کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ کام دریا بدر اپنے وقت پر لازمی طور پر پورا ہو جاتا ہے۔

کمال مرشد جسے توجہ کی کلید حاصل ہوتی ہے۔ وہ طالب مولیٰ کی صورت کو اپنے تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے لاء اللہ کی نفی میں لپیٹ لیتا اور نفی کی منزل طے کروا دیتا ہے۔

اسی طرح وہ طالب کی صورت کو تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے الاء اللہ کی معرفت کے نور میں مستغرق کر دیتا ہے۔ جس سے طالب کو نور معرفت حیات ابدی روشن ضمیری اور الہام حاصل ہو جاتا ہے۔

کمال مرشد جب طالب کی صورت کو تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے اسم مُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نور میں لپیٹ کر حضوری مجلس میں پیش کر دیتا ہے۔ پس کمال مرشد کو چاہئے کہ وہ طالب مولیٰ کو اسم اللہ کی توجہ کی تلقین کرے۔ ناقص مرشد اس سلوک سے آگاہ نہیں ہوتا۔ اس لئے طالبوں کو ورد اور اد میں مصروف کر کے گناہ و ثواب میں ڈال دیتا ہے۔ سلطان العارفین فضل اللقاء میں فرماتے ہیں۔ کمال قلاری طالب و مرید کو ذکر فکر علم کی تلقین (اس طرح) کرتا ہے کہ روز اول طالب مرید کو توجہ سے الاء اللہ کی معرفت میں غرق اور حضرت مُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سرور کائنات کی حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ جو قلاری اس صفت سے موصوف نہ ہو اس کو کمال قلاری نہیں کہہ سکتے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس سے دونوں جہان کھل طور پر
 قبضے میں آجاتے ہیں اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے جس سے نور ذات
 میں غرق ہو کر دائمی طور پر مشرف لقاہ ہو سکتے ہیں۔ سلک سلوک کی وہ کونسی
 توجہ ہے؟ جس سے حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی
 حضوری مجلس سے بیشک کے لئے مشرف ہو جاتے ہیں۔ سلک سلوک کی وہ
 کونسی توجہ ہے؟ جس میں مردہ دل پر نظر کرے تو اس کا دل اور قلب زندہ ہو
 جائے اور ابد تک زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ذکر اللہ کے قلبات
 سے جنبش میں آکر اسم اللہ اور ذکر اللہ سے نعرہ زن ہو جائے۔ سلک
 سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس میں کافر کی طرف نظر کی جائے تو وہ بے
 واسطہ اور بے اختیار کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پکار
 اٹھے۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس میں نظر کے ذریعے ہی جہل
 کو ظاہری و باطنی علوم۔ قرآن حدیث تفسیر کا علم، معرفت کا علم یکبارگی
 پاتا میر، روشن ضمیر بنا دیتے ہیں۔ اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ
 روئے زمین پر جتنے اولیاء اللہ مثلاً غوث قلب درویش وغیرہ اہل مراتب جو
 زندہ ہیں۔ اور زمین پر موجود تمام فوت شدگان جنہوں نے موت میں حیات
 ابدی حاصل کر لی ہے۔ اللہ سے بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک
 گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں جو شخص توجہ سے بالنگر استغراق
 فی اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو حضرت نبی اللہ سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم اور جملہ روحانی اس کے گرد آگرد (جمع ہو جاتے) ہیں۔ اللہ سے ایک
 ساعت کا تفکر عبوت الثقلین سے بڑھ کر ہے۔ اس توجہ سے (صاحب توجہ)
 ہر ایک (دل اللہ غوث و قلب) سے عیاں طور پر مشرف ہو جاتا اور ہر ایک

کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے۔

توجہ کا وہ سلک سلوک کونسا ہے؟ جس میں عرش سے تحت الثریٰ اور ماہ
 سے ملنے تک عین العیان سیوتماشہ کر لیتا ہے اور سراسر از زمین کے نیچے
 جو غیبی خزانے پوشیدہ ہیں اور جو کچھ زمین کے اوپر اور پہاڑوں میں
 سنگ پارس معلوم ہو جاتا ہے۔ جس کو لوہے کو چھونے سے اسے زرد مسخ اور
 چاندی بنا دیتا ہے۔ یا روئے زمین کی وہ یونانی (ل جالی) ہے جس کا پانی تانبے کو
 پگھلا کر اس پر ڈالنے سے زر کیسا بنا دیتی ہے۔ (کیمیائے ہنر) فقیر کے لئے
 جمعیت نفس ہے۔ جس سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے اور فقیر لائق محتاج ہو جاتا
 ہے۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ اگر غضب جذب سے عالم کی
 طرف نظر کرے تو تمام ظاہری علوم اسے بھول جائیں۔ یہاں تک کہ "الف"
 بھی یاد نہ رہے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جس مطلب کے لئے جس وقت
 چاہیں مجلس مُحَمَّدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر التماس
 کر کے جواب یا صواب حاصل کر لیں۔ جس سے فہم الہدیل کے مراتب یا ازلی
 (نصیبہ) کے مراتب یا فیض فضل کے (مراتب) حاصل کر سکیں۔ ان مراتب
 کے سوا دوسرے تمام مراتب مطلقاً ظلل خطرات جب دنیا سیاہ دل کے مراتب
 ہیں جو معرفت سے محروم اور باطن میں قرب اللہ (سے دور کے مراتب
 میں) سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جس وقت چاہے توجہ سے متوجہ
 ہو کر انبیاء اولیاء کی روحوں سے ملاقات اور مصافحہ کر کے جواب پاصواب اور
 ہر ایک کام کی حقیقت معلوم کر لے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جب قرب اللہ اور قرب غرق

نور معرفت اللہ وصل سے کلام کرے تو نفسانی آدمی خیال کریں کہ ہم سے گفتگو کر رہا ہے۔ انبیاء، اولیاء، مومن، مسلمان، فقیر اور درویش کی روحیں خیال کرتی ہیں کہ ہم سے گفتگو کر رہا ہے۔ فرشتے خیال کرتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت لم یزل لطف و کرم فیض فضل سے جانتے ہیں کہ مجھ عرض کرتا ہے۔ جمع اصحاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ و نبی اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق جن و انس جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔ یہ مراتب سخن کُنْ فَبِکُونْ (کی توجہ) سے حاصل ہوتے ہیں۔

کلید توجہ یکسوئی سے اسم اللہ ذات میں کوئی نقطہ مقرر کر کے اس پر اجتماعی قوت سے توجہ مرکوز کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جس سے شعور کی ہر شے مغلوب اور اسم اللہ ذات کا نور غالب آجاتا ہے۔ توجہ کا یہ طریقہ کسی کامل مرشد سے سیکھنا چاہئے۔

(۴) حس و اہمہ : وہم نامکمل اور اک ہے۔ جس سے انسان کے وجود میں غل و غش، واہمت، وسوساں پیدا ہوتے ہیں۔ قوت واہمہ سے ہی (شیطان) جنت اور انسان دوسرے لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ - یُوسِسُوْش فِی صُدُوْر النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَ النَّاسِ - وہم سے ہی وجود میں برے خیالات و لیلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص زہد و عبادت اور مجاہدات کی کثرت سے سوکھ کر بہل کی مانند باریک ہو جائے تو بھی اسے بے دلیل بے خیال نماز نصیب نہ ہوگی۔ جب تک کہ وہ اپنی قوت واہمہ کو درست سمت میں موڑ نہ دے۔ قوت واہمہ کی کلید تفکر ہے اور تفکر سے مراو مختلف اشارات (واہمت) کی مدد سے مستقبل میں دیکھتے اور غیب الغیب

میں جھانکتے ہیں۔

تفشندی سلسلہ سلوک میں قوت واہمہ سے ولایت دل کی سیر کی جاتی ہے۔

سلطان العارفين علیہ السلام حکم الفقر کلام میں فرماتے ہیں۔ وہم وحدت کا تفکر کیا دیتا ہے؟ (باخذ اکروتا) مولیٰ کو پہنچا دیتا ہے۔

وہم سلطان ہے تفکر اس کا ہے وزیر کیا اچھا تفکر ہے دل پذیر تجرود تفکر جو ہو زاد راہ اس توشہ وہم سے بن جائے شدہ وہم سے ہو جب حاصل وصل تجھے عین کوئے یہ صحبت کامل وہم سے ہوا جب کہ حاصل یقین جملہ جہاں اس کے زیر تکیں جب سلطان و ہمت سے حاصل کمال گمڑی بحر میں دل میں ہزاروں وصل وہم سے جب تو آراستہ ہوا وصول حقیقت میں خود کو پایا طالب مولیٰ کو چار قسم کے وہم کے تفکرات کی تقیین کی جاتی ہے۔

(۱) وہم سے وحدت کا تفکر (۲) وہم سے تجرود کا تفکر
(۳) وہم سے وصل کا تفکر (۴) وہم سے یقین کا تفکر قولہ تعالیٰ -
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ -
(۱) وہم وحدانیت کا تفکر

وحدت الوجود ”ہمہ لو است“ کے قائل جب وحدانیت کا تفکر کرتے ہیں تو اس وہم کو پختہ کرتے ہیں کہ وہ خود ہی اللہ ہیں۔ جس سے ان کے اندر انا الحق کا نعرہ۔ اتانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین الیقین کے مقام پر انہیں ہر چیز اللہ ہی نظر آنے لگتی ہے۔ جو ان کے لئے حجاب بن جاتا ہے۔ وحدت المقصود ”ہمہ لو است در مغز و پوست“ میں وحدت کا تفکر کرتے ہوئے یہ فکر

بخت کیا جاتا ہے کہ میں موجود نہیں ہوں۔ اللہ ہی موجود ہے۔ جیسا کہ سلطان العارفين نے فرمایا۔

بَاهُوْ دَرُ هُوْ كَمُ شَدَّ بَاهُوْ نَهْ مَادْ

(ترجمہ) بَاهُوْ هُوْ میں گم ہوا بَاهُوْ کلد۔

وحدت کے اس فکر سے حفظ مراتب بھی قائم رہتے ہیں۔ حق الیقین میں نور وحدت بھی حاصل ہو جاتا ہے اور ہر چیز میں اللہ کے نور کا جلوہ بھی نظر آنے لگتا ہے۔ وہ باخدا ہو جاتا ہے۔ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا مع اللہ

پس طالب مولیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کا فکر کیا کرے تاکہ اس کے وجود سے ہر قسم کے حس و شغل نکل جائیں اور اسے بے دلیل با وصل نماز نصیب ہو۔

ہر طرف بنیم پیام ذات نور (بَاهُوْ ۛ)

ترجمہ: دیکھتا ہوں ہر طرف میں نور ذات

وہم نظری بھی ہوتا ہے اور بھری بھی، اگر وہم وحدانیت درست ہو جائے تو نبی مخلوق عالم اولیٰ اور عالم برزخ اور عالم الغیب میں جھانکنے پر قادر ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئًا وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ اس کی حس کوئی شے نہیں اور وہی سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

(۵) حس شعور، تحت الشعور، لا شعور

شعور سے مراد وہ تمام کیفیات، ذہنی اعمال یا افضل لئے جلتے ہیں۔ جس کی بدولت ہم اپنے ماحول سے آگہی حاصل کرتے ہیں اور اس کا اور اک کرتے ہیں۔

تحت الشعور: ماہرن نفسیات کے نزدیک تحت الشعور ہمارے شعور کا پس منظر ہوتا ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے تحت الشعور ہمارے شعور کا باطن ہے صالحین کے شعور اور تحت الشعور میں یک رنگی ہم آہنگی ہوتی ہے جبکہ منافقین کے ظاہر و باطن میں فرق ہوتا ہے۔ بعض لوگ بظاہر نہایت شائستہ، نرم گفتگو کرتے ہیں لیکن ان کے باطن میں ہزاروں طوفان موج زن ہوتے۔ بظاہر وہ کسی کے ہمدرد ہوتے ہیں لیکن باطن میں اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ ظاہر میں کسی کی لداو کرنا چاہتے ہیں لیکن باطن میں اس کو قتل کر دینے کے درپے ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں ویسا کرتے نہیں۔ منافقوں کی مثل بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا۔ ان کی مثل اس شخص کی مانند ہے۔ جب پہلی چپکتی ہے تو وہ چند قدم چل لیتا ہے اور جب روشنی غائب ہو جاتی ہے تو وہ گم راہ کھڑا رہ جاتا ہے۔ یعنی منافقین کا شعور جب دین اسلام کی روشنی کو دیکھتا ہے۔ تو وہ اس روشنی کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں لیکن جلدی ہی ان کے تحت الشعور کی تاریکی انہیں گھیر لیتی ہے۔

تحت الشعور ہمارے شعوری اعمال کے پس پردہ ہماری نیت ہے۔ ظاہری اعمال اگر درست بھی ہوں۔ مگر ان کے پس پردہ نیت درست نہ ہو تو ایسے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ لَعْنَةُ الْاَعْمَالِ بِالْاَنْبِيَاَتِ۔ اعمال کا وار و مدار نیتوں پر ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز اس لئے پڑھے کہ لوگ اسے نمازی کہیں۔ حج اس لئے کرے کہ حلقی کھلائے۔ خیرات

اس لئے دے کہ لوگ اسے سخی کہیں۔ کیونکہ تحت الشعور میں نیت صلح نہیں بلکہ فاسد ہے۔ اس لئے نماز روزہ حج زکوٰۃ ایسے شخص کو کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ لہذا فقیر طالب مولیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شعور اور تحت الشعور میں یک رنگی پیدا کرے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو جا سنگ ہو جا

شعور میں لواورد نہی کا عمل شعوری ہوتا ہے۔ اسی لئے ان اعمال پر جزا و سزا مقرر کی گئی ہے۔

لاشعور: لاشعور لاحد ولا عدد ولا حساب مقام کو کہتے ہیں۔ ذہن ایک نفسیاتی آلہ ہے اس کی اصل خواہ شعوری ہو یا لاشعوری ہو یا حرکتی ہو۔ فرد کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اس کے اندر ہی اندر ہزاروں خواہشات اور مزاحمتوں، پسندیدگیوں اور ناپسندیدگیوں، امید و بیم اور محبت و نفرت کی کھینچا تلی گئی رہتی ہے۔

لاشعور میں ماضی کی ایسی یادیں محفوظ ہوتی ہیں جنہیں قوت ارادی سے شعور میں نہیں لایا جاسکتا۔ پیدائش روح سے لے کر عالم دنیا میں وارد ہونے تک روح نے جو سفر طے کیا اس سے آگہی کی کلید استغراق ہے۔ طالب مولیٰ لاشعور میں جسے تصوف کی زبان میں لامکان کہتے ہیں۔ میں دو طرح کی آگہی حاصل کرتا ہے۔

تانی نور اللہ یعنی استغراق فی اللہ سے

(۹) اپنی ذلت کی آگہی: جس سے نفس، قلب، روح، سر اور نور کا مشاہدہ

کرتا اور جمعیت کلی حاصل کرتا ہے۔

(۲) حیات ربوبی میں واپسی کا سفر طے کرتا اور مقام ازل پر اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی آواز سنتا اور نُورِ فِي اللَّهِ میں غرق ہو جاتا ہے۔ جس سے ہمہ او است در مغزو پوست کا مصداق بن جاتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ فقیر کے لئے لازم ہے کہ وہ لاشعور میں بھی ہاشعور رہے۔ الحدیث۔ مَيَّنَامٌ عَيْنِي وَلَا يَمْنَامُ قَلْبِي۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

وَأَخِيرُ الدَّعْوَى عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَالصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ترجمہ و شرح کتاب مستطاب اسرار قادری آج
مورخہ ۲۰/۳/۹۶ بروز بدھوار مکمل شد۔

○

فقیر الطاف حسین قادری سرسری سُلطانی
الملقب: آخری عہد خلیفہ سُلطانی عزیز کائونی شاہدہ لاہور